بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 70

شمارہ 20

ایڈیٹر
منصور احمد

نائب
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

7 شوال 1442 ہجری قمری • 20 ہجرت 1400 ہجری شمسی • 20 مئی 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ
ہُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ ؕ قُلۡ فَمَنۡ یَّمۡلِکُ
مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا اِنۡ اَرَادَ اَنۡ یُّہۡلِکَ الۡمَسِیۡحَ
ابۡنَ مَرۡیَمَ وَاُمَّہٗ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا

(سورۃ المائدہ:16)

ترجمہ: یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ یقیناً اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔ تُو کہہ دے کہ کون ہے جو اللہ کے مقابل پر کچھ بھی اختیار رکھتا ہے، اگر وہ فیصلہ کرے کہ مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو نابود کرے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14 مئی 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے نہایت بصیرت افروز خطبہ عید الفطر اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ ان خطبات کا خلاصہ اسی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ اپنے اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں، جس طرز اور رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے کرے

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت اس شخص کی ہے
جو دین کا خادم اور نافع النّاس ہے ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مر جائیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

دعا کی حقیقت

سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دعا کے مضمون پر پھر قلم اٹھایا جائے اور پہلے مضمون کافی ثابت نہیں ہوئے۔ دعا نہایت نازک امر ہے اس کیلئے شرط ہے کہ مستدعی اور داعی میں ایسا رابطہ مستحکم ہو جائے کہ اسکا درد اس کا درد ہو جائے اور اسکی خوشی اس کی خوشی ہو جائے۔ جس طرح شیر خوار بچہ کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا ہے اور اسکی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے، ویسے ہی مستدعی کی حالت زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقت اور عقد ہمت بن جائے۔

توجہ اور رقت بھی خدا تعالیٰ کے ہاں سے نازل ہوتی ہے

فرمایا: اصل بات یہ ہے کہ سب امور خدا تعالیٰ کی موہبت ہیں اکتساب کو ان میں دخل نہیں۔ توجہ اور رقت بھی خدا کے ہاں سے نازل ہوتی ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کیلئے کامیابی کی راہ نکال دے۔ مگر سلسلہ اسباب میں ضروری ہوتا ہے کہ داعی کو کوئی محرک شدید جنبش دے سکنے والا ہو۔ اسکی تدبیر بجز اسکے نہیں کہ مستدعی اپنی حالت ایسی بنائے کہ اضطراراً داعی کو اس کی طرف توجہ ہو جائے۔

دعا اور خدمت دین

جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دعا کیلئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کو معلوم کر لوں کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا کیلئے، خدا کے رسول کیلئے، خدا کی کتاب کیلئے اور خدا کے بندوں کیلئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ اپنے اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں، جس طرز اور رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے کرے۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت اس شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع النّاس ہے ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مر جائیں۔ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 295-296، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

افسوس مسلمانوں نے بھی اس زمانہ میں ایسی بات کہنی شروع کر دی ہے اور حضرت مسیح کو پرندوں کا خالق قرار دے دیا ہے
جس بات کی جرأت مکہ کے مشرکوں کو نہ ہوئی وہ کام مسلمانوں نے کس دلیری سے کیا، اور نہ سوچا کہ اس بے دلیل دعویٰ کو کون تسلیم کرے گا

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ رعد آیت 17 کی تشریح میں فرماتے ہیں:

یہ عجیب خدا کی قدرت ہے کہ جتنے لوگوں کو دنیا نے خدا بنایا ان کی زندگی دکھ اور تکلیف میں ہی گزری ہے۔ حضرت مسیح کو ملک چھوڑنا پڑا اور مختلف تکالیف کا سامنا ہوا۔ حضرت حسینؓ تو شہید ہی کر دیئے گئے۔ رام چندر جی بھی مصائب میں مبتلا رہے۔ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لِاَنۡفُسِہِمۡ میں بتایا ہے کہ جب وہ اپنی جانوں کی بھی حفاظت نہ کر سکے تو تم کو کیا نفع پہنچائیں گے۔ ہَلۡ یَسۡتَوِی الۡاَعۡمٰی وَالۡبَصِیۡرُ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتے ہیں۔ یعنی تم لوگوں کو اپنی کثرت پر ناز ہے مگر یہ تو سوچو کہ کیا ہمیشہ کثرت مفید ہوا کرتی ہے۔ بہت سے اندھوں کا اجتماع قوت کا موجب ہوتا ہے یا ضعف کا۔ ایک آنکھوں والا ہزاروں اندھوں پر غالب ہوتا ہے۔ ایسا ہی اس نبی اور اسکے متبعین کو خدا سے علم ملتا ہے اور تمہارے منصوبوں اور تدبیروں سے خدائی وحی اسے آگاہ کر دیتی ہے۔ پس اسکی مثال بینا کی ہے مگر تمہیں کچھ پتہ نہیں کہ اسکی طرف سے کیا کیا تدابیر کی جا رہی ہیں کیونکہ اسکی تائید میں اکثر کوششیں خدا تعالیٰ کی طرف سے قانونِ قدرت کے مخفی اثرات کے ذریعہ سے ہو رہی ہیں جن سے تم بالکل ناواقف ہو۔ پھر سوچو تو سہی کہ تم اسکا اور اسکے ساتھیوں کا مقابلہ کیونکر کر سکتے ہو۔ یہ تھوڑے ہیں تو کیا ہوا ہیں تو آنکھوں والے۔

ہَلۡ تَسۡتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوۡرُ۔ اسی طرح فرمایا ظلمات اور نور کا بھی کوئی مقابلہ نہیں۔ تھوڑی سی روشنی سارے کمرے کا اندھیرا پاش پاش کر دیتی ہے۔ ظلمات عدم نور کا نام ہے اور نور وجود کا۔ اور وجود کے سامنے عدم کی حیثیت ہی کیا ہے۔ یعنی تمہارے پاس الٰہی تعلیم نہیں اسکے پاس ہے۔ پس تمہارا اور اسکا کیا مقابلہ۔ اسکی تعلیم کی بنیاد تو حقائق پر ہے اور تمہاری تعلیم کی بنیاد صرف جہالت اور انکار پر۔

اَمۡ جَعَلُوۡا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ خَلَقُوۡا کَخَلۡقِہٖ فَتَشَابَہَ الۡخَلۡقُ عَلَیۡہِمۡ۔ یہ بات مشرکین کے سامنے بطور اعتراض پیش کی گئی ہے یعنی تم باوجود مشرک ہونے کے بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے کہ معبودانِ باطلہ نے کوئی خلق کی ہے اور وہ خدا کی خلق سے مشابہ ہے۔ چنانچہ مکہ کے مشرکین اس بات کی جرأت نہ کر سکے۔ گو بعض اور ممالک کے مشرک اپنے معبودوں کے متعلق ایسے دعاوی بھی پیش کرتے ہیں۔ افسوس مسلمانو نے بھی اس زمانہ میں ایسی بات کہنی شروع کر دی ہے اور حضرت مسیح کو پرندوں کا خالق قرار دے دیا ہے اور بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اب پتہ نہیں لگ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے پرندے کون سے ہیں اور حضرت مسیح کے بنائے ہوئے کون سے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک مولوی سے پوچھا کہ تم جو دعویٰ کرتے ہو کہ حضرت مسیحؑ ناصری پرندے پیدا کیا کرتے تھے آخر انہوں نے کیا چیز پیدا کی تھی تو اس نے جواب دیا کہ چمگادڑ۔ جب میں نے اس سے پوچھا کہ مسیح کی چمگادڑیں کون سی ہیں اور خدا کی بنائی ہوئی چمگادڑیں کون سی ہیں تو ان مولوی صاحب نے فرمایا اب پتہ نہیں چلتا اور پنجابی میں کہا کہ ''اوہن رل مل گیاں نے'' یعنی اب تو وہ خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی چمگادڑوں سے مل جل گئی ہیں۔

افسوس کہ جس بات کی جرأت مکہ کے مشرکوں کو نہ ہوئی وہ کام مسلمانوں نے کس دلیری سے کیا، اور نہ سوچا کہ اس بے دلیل دعویٰ کو کون تسلیم کرے گا۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 402، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جنازہ کا احترام
خواہ جنازہ غیر مسلم کا ہو

(1311) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کیلئے کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

(1312) عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت سہلؓ بن حنیف اور حضرت قیسؓ بن سعد دونوں قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ان کے پاس سے (لوگ) جنازہ لے کر گزرے۔ وہ دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سے کہا گیا: یہ جنازہ اس ملک کے باشندوں یعنی ذمیوں میں سے ہے۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا اور آپؐ کھڑے ہو گئے تو آپؐ سے کہا گیا: یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا یہ ذی روح نہیں؟

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الجنائز، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اپریل 2021ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از نبیوں کا سردار)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)
خطاب بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی 2011
خلاصہ خطبہ عید الفطر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ 2021
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
ملکی رپورٹیں و اعلانات
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

عبداللہ آتھم کیلئے چار ہزار روپے کا بھاری انعام اگر وہ اقرار کرلے کہ اسلامی پیشگوئی کی شوکت سے نہیں ڈرا

ذلت اور شرمندگی کی داغ کو ہلکا کرنے کیلئے مارٹن کلارک کی مکروہ سازش کہ عیسائی مذہب میں قسم کھانا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ مسلمانوں میں خنزیر کا گوشت کھانا

آتھم کے لئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ہزار پھر دو ہزار پھر تین ہزار اور آخر پر چار ہزار روپے کا بھاری انعام رکھا تا کہ آتھم قسم کھائے کہ وہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی سے نہیں ڈرا اور اسلام کی سچائی کا خیال اس عرصہ میں اس کے دل میں نہیں آیا۔ پھر اگر وہ ایک سال تک زندہ رہا تو وہ سچا اور اگر مر گیا تو دُنیا مشاہدہ کرلے گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے اور آپ کی پیشگوئی سچی۔ آتھم کو یقین تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے اور آپ کی پیشگوئی سچی ہے اس لئے وہ بھاری بھرکم انعام کے باوجود قسم کھانے پر راضی نہ ہوا۔ البتہ اپنی اور اپنی قوم کی ذلت کو کسی قدر ہلکا کرنے کیلئے اس نے یہ عذر تراشا کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا منع ہے اور مارٹن کلارک نے آتھم کی وکالت میں لکھا کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا ایسا ہی حرام ہے جیسے مسلمانوں میں سؤر کا گوشت کھانا۔ اس کا جواب ہم ذیل میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

پادریوں کو فکر پڑی کہ آتھم نے ہمارے منہ پر سیاہی کا دھبہ لگایا اس لئے **ڈاکٹر کلارک** نے سراسر بے ایمانی کا طریق اختیار کر کے ایک گندہ اشتہار نکالا جس کا حاصل مطلب یہ تھا کہ مذہب عیسائی میں قسم کھانا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ مسلمانوں میں خنزیر کا گوشت کھانا۔ مگر اس حیا کے دشمن کو ذرہ بھی انجیل اور پطرس اور پولوس کی عزت کا خیال نہ آیا اور نہ یہ سوچا کہ اگر یہی مثال سچ ہے تو پھر **پولس** رسول کو ایماندار کہنا بے جا ہے جس نے سب سے پہلے اس ناپاک چیز کا استعمال کیا۔

جس حالت میں ایک مسلمان خنزیر کو حلال سمجھنے والا تمام فرقوں کے اتفاق سے **کافر** ہو جاتا ہے اور اس کو کھانے والا پرلے درجے کا فاسق بدکار کہلاتا ہے۔ تو پھر ہمیں **ڈاکٹر کلارک** صاحب اس بات کا ضرور جواب دیں کہ وہ اپنے حضرت **پولس** کی نسبت ان دونوں خطابوں میں سے کس خطاب کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

سچی بات کو چھپانا بے ایمانوں اور لعنتیوں کا کام ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ **پولس** نے قسم کھائی، **پطرس** نے قسم کھائی **اور زبور میں لکھا ہے کہ جو جھوٹا ہے وہی قسم نہیں کھاتا**۔ (دیکھو زبور 63 آیت 11)

کیا! ہم تسلیم کریں کہ فقط آتھم صاحب ہی قسم کھانے سے بچے اور دوسرے تمام بزرگ عیسائی **قسم کا خنزیر** کھاتے رہے اور اب بھی بجز اس قسم کے خنزیر کھانے کے کوئی اعلیٰ درجہ کی ملازمت جو متعہد عہدہ داروں کو ملتی ہے کسی عیسائی کو نہیں مل سکتی ہے۔

اور طرفہ تر یہ کہ آتھم صاحب کا دو مرتبہ عدالت میں قسم کھانا ثابت ہو چکا ہے اگر وہ انکار کریں تو ہم نقل لے کر دکھلاویں۔ (ضیاءُ الحق رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 273)

پولس رسول کو سؤر خور سے تشبیہ دینا آتھم کے رجوع پر ایک دلیل

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ان لوگوں نے ایک سچائی کے چھپانے کے لئے اپنے **پولس** رسول کو ایک ایسے آدمی سے تشبیہ دی کہ جو مسلمان کہلا کر پھر سؤر کھاوے اسی بات سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ در پردہ آتھم اور اس کے دوستوں کو کس بات کا رعب کھا گیا کہ انہوں نے بے ہودہ حیلہ بازیوں اور رسوائی والے طریق کو اختیار کیا مگر آتھم قسم کھانے سے ایسا ڈرا کہ گویا وہ کھا جانے والا بھیڑیا ہے۔ (ضیاءُ الحق رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 274)

یہ ایک جھوٹی قوم کا جھوٹا بہانہ ہے، بائیبل میں خدا کی قسمیں فرشتوں کی قسمیں نبیوں کی قسمیں موجود ہیں اور انجیل میں مسیح کی قسم پطرس کی قسم پولس کی قسم پائی جاتی ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

عیسائیت کی قدیم بد دیانتی نے ان کو اس طرف آنے کی اجازت نہیں دی بلکہ یہ جھوٹا بہانہ پیش کر دیا کہ قسم **کھانا ہمارے مذہب میں منع ہے** گویا ایسی تسلی بخش شہادت جو قسم کے ذریعہ سے حاصل ہوتی اور خصومت کو قطع کرتی اور الزام سے بری کرتی اور امن اور آرام کا موجب ہوتی ہے اور جو حق کے ظاہر کرنے کا انتہائی ذریعہ اور مجازی حکومتوں کے سلسلہ میں آسمانی عدالت کا رعب یاد دلاتی ہے اور جھوٹے کا منہ بند کرتی ہے **وہ انجیلی تعلیم** کے رو سے **حرام** ہے جس سے عیسائی عدالتوں کو پرہیز کرنا چاہئے۔ لیکن ہر یک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ بالکل حضرت عیسیٰ پر بہتان ہے۔ حضرت عیسیٰ نے کبھی گواہی اور گواہی کے لوازموں کا دروازہ بند نہیں کرنا چاہا۔ حضرت عیسیٰ خوب جانتے تھے کہ قسم کھانا شہادت **کی روح** ہے اور جو شہادت بغیر قسم ہے وہ مدعیانہ بیان ہے نہ شہادت، پھر وہ ایسی ضروری قسموں کو جن پر نظام تحقیقات کا ایک بھارا مدار ہے کیونکر بند کر سکتے تھے۔ الٰہی قانون قدرت اور انسانی صحیفہ فطرت اور انسانی کانشنس خود گواہی دے رہا ہے کہ خصومتوں کے قطع کے لئے انتہائی **حد قسم ہی** ہے اور ایک راستباز انسان جب کسی الزام اور شبہ کے نیچے آ جاتا ہے اور کوئی انسانی گواہی قابل اطمینان پیش نہیں کر سکتا تو بالطبع وہ خدا تعالیٰ کی گواہی سے اپنی راستبازی کی بنیاد پر مدد لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی گواہی یہی ہے کہ وہ اس ذات عالم الغیب کی قسم کھا کر اپنی صفائی پیش کرے اور جھوٹا ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ کی لعنت اپنے پر وارد کرے یہی طریق آخری فیصلہ **کا** نبیوں کے نوشتوں سے ثابت ہوتا ہے مگر آتھم صاحب کہتے ہیں کہ قسم کھانا ممنوع اور ایمانداری کے برخلاف ہے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ عذر ان کا بھی صحیح ہے یا نہیں کیونکہ اگر صحیح ہے تو پھر وہ فی الحقیقت قسم کھانے سے معذور ہیں لیکن اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ عیسائیوں کے ہر یک مرتبہ کے آدمی کیا مذہبی اور کیا دُنیوی جب کسی شہادت کے لئے بلائے جائیں تو قسم کھاتے اور انجیل اٹھاتے ہیں اور ایک بڑے سے بڑا پادری جب کسی عدالت میں کسی شہادت کے ادا کرنے کیلئے بلایا جائے تو کبھی یہ عذر نہیں کرتا کہ انجیل کی رو سے قسم منع ہے بلکہ بطیب خاطر قسم کھاتا ہے بلکہ انگریزی سلطنت کے **کُل متعہد** عہدیدار اور پارلیمنٹ کے ممبر یہاں تک کہ گورنر جنرل سب حلف اٹھانے کے بعد اپنے عہدوں پر مامور ہوتے ہیں تو پھر کیا خیال کیا جائے کہ یہ تمام لوگ تعلیم انجیل پر ایمان رکھنے سے بے بہرہ ہیں اور صرف ایک آتھم صاحب مرد مسیحی دنیا میں موجود ہیں جو حضرت عیسیٰ کی تعلیم پر ایسا ہی کامل ایمان انکو نصیب ہے جیسا کہ پطرس حواری اور پولس رسول کو نصیب تھا بلکہ اگر یہ بات فی الواقع سچ ہے کہ قسم کھانا انجیل کے رو سے منع ہے تو پھر آتھم صاحب کا ایمان پطرس اور پولس رسول کے ایمان سے بھی کہیں آگے بڑھا ہوا ہے کیونکہ آتھم صاحب کے نزدیک قسم کھانا بے ایمانی ہے لیکن متی، 27 باب، 72 آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ پطرس حواری بہشتی کنجیاں والے نے بھی اس بے ایمانی سے خوف نہیں کیا اور بغیر اس کے کہ کوئی قسم کھانے پر اصرار کرے آپ ہی قسم کھالی لیکن اگر آتھم صاحب کہیں کہ پطرس راست باز آدمی نہیں تھا کیونکہ حضرت **مسیح نے اس** کو شیطان کا لقب بھی دیا ہے مگر میں **راستباز ہوں اور** پطرس سے بہتر اس لئے قسم کھانا بے ایمانی سمجھتا ہوں تو ان کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کے پولس رسول نے بھی جو بقول عیسائیاں حضرت موسیٰؑ سے بھی بڑھ کر ہے قسم کھائی ہے اگر اس کو بھی آپ ایمان سے جواب دیں تو خیر آپ کی مرضی اور اگر یہ سوال ہو کہ قسم کھانے کا ثبوت کیا ہے تو قرنتیان، 15 باب، 31 آیت دیکھ لیں جس میں پولس صاحب فرماتے ہیں مجھے تمہارے اس فخر کی جو ہمارے خداوند مسیح یسوع سے ہے قسم کہ میں ہر روز مرتا ہوں۔ اس جگہ ناظرین خوب غور سے سوچیں کہ جس حالت میں پطرس اور پولس رسول قسم کھائیں اور آتھم صاحب قسم کھانا بے ایمانی قرار دیں یعنی شرعی **ممنوعات** کی مد میں رکھیں جس کا ارتکاب بلاشبہ بے ایمانی ہے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ حسب قول آتھم صاحب مسیح کے تمام حواری اور پولس رسول سب **ممنوعات** انجیل کے مرتکب اور ایمانی حدود سے تجاوز کرنے والے تھے کیونکہ بعضوں نے ان میں سے قسمیں کھائیں اور بعض اس طرح پر بے ایمانی کے کاموں میں شریک ہوئے کہ قسم کھانے والوں سے جدا نہ ہوئے اور نہ امر معروف اور نہی منکر کیا لیکن آج تک بجز آتھم صاحب کے کسی **عیسائی** نے اس اعتقاد کو شائع نہیں کیا کہ حضرت مسیح کے تمام حواری یہاں تک کہ پولس **رسول بھی ایمانی دولت** سے تہی دست اور بے نصیب **اور ممنوعات** انجیل میں مبتلا تھے صرف اٹھارہ سو برس کے بعد آتھم صاحب کو یہ ایمان دیا گیا تعجب کہ اس قوم کے جھوٹ اور بد دیانتی کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ اپنے نفس کے بچاؤ کیلئے اپنے بزرگوں کو بھی دولت ایمان سے بے نصیب قرار دیتے ہیں اگر آتھم صاحب جان بچانے کیلئے صرف یہ بہانہ کرتے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں سال تک مر نہ جاؤں تو اس صورت میں لوگوں کو فقط اتنا ہی خیال ہوتا کہ اس شخص کا ایمان مسیح کی طاقت اور قدرت پر ضعیف ہے اور در حقیقت اپنے دل میں اس کو قادر نہیں سمجھتا لیکن آتھم صاحب کا یہ ممانعت قسم کا بہانہ ان کی بد دیانتی اور ردّی حالت کی کھلے طور پر قلعی کھولتا ہے کیونکہ اس بہانہ کو کوئی بھی باور نہیں کر سکتا کہ مسیح کے تمام حواری اور پولس رسول **ممنوعات** انجیل میں گرفتار ہو کر ایمانی دولت سے بے نصیب رہے اور یہ ایمان آتھم صاحب کے ہی حصہ میں آیا اور پھر مجھے یہ دعویٰ بھی سراسر جھوٹ **معلوم** ہوتا ہے کہ آتھم صاحب نے اب تک کسی عدالت میں قسم نہیں کھائی اور تمام حکام اس بات پر راضی رہے کہ آتھم صاحب کسی شہادت کے ادا کرنے کے وقت بغیر قسم اظہار لکھوا دیا کریں اور نہ میں یہ باور کر سکتا ہوں کہ اگر آتھم صاحب اب بھی کسی شہادت کے لئے بلائے جائیں تو یہ عذر پیش کریں کہ چونکہ میں پارلیمنٹ کے ممبروں اور تمام متعہد عیسائی ملازموں حتی کہ گورنر جنرل سے بھی زیادہ ایماندار ہوں اس **لئے** ہرگز قسم نہیں **کھاؤں** گا...... **بائیبل میں** خدا کی **قسمیں** فرشتوں کی قسمیں نبیوں کی قسمیں **موجود** ہیں اور **انجیل** میں مسیح کی قسم پطرس کی قسم پولس کی قسم پائی جاتی ہے۔ **اسی جہت سے** عیسائیوں کے علماء نے جواز قسم پر فتویٰ دیا ہے......**اور** مسیح نے خدا تعالیٰ کی سچی قسم سے کسی جگہ منع نہیں کیا۔ (انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 104)

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہمیں رمضان کے آخری عشرے میں خاص طور پر اپنی عبادتوں کو سنوارنے اور درود اور استغفار پڑھنے، توبہ کرنے، دعائیں کرنے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بھی حق ادا کرنے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن کر جہنم سے بچنے والے ہوں

ہمارا ہر عمل اور ہماری ہر حرکت وسکون ہمارے اس دعویٰ کی عکاسی کرنے والی ہو کہ ہم اس مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے والے ہیں جس کے بارے میں آسمان پر فرشتوں نے بھی کہا تھا کہ یہ وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہے

آج جو دنیا میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی معہودؑ کا مقام ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی وجہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی وجہ سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق ہونے کی وجہ سے ہے

ہم جو ہر موقع پر یہ عہد کرتے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا کیا ہمارا یہ فرض اور بہت بڑا فرض نہیں ہے کہ اس مسیحی کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے، اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہوئے اس مسیح ومہدی کے معاون و مددگار بنیں

درود کا حقیقی ادراک اگر کسی نے آج دنیا کو دینا ہے تو ہم احمدیوں نے دینا ہے اس لیے اس رمضان میں جہاں درود کی طرف زیادہ توجہ دیں وہاں اپنے اندرونہ پاک تبدیلیاں بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں جو اس درود کی قبولیت کیلئے ضروری ہیں

اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے دروازے کھلے ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ انسان صحت کی حالت میں توبہ کرے اور نہ یہ کہ آخری سانس لیتے ہوئے

رمضان المبارک اور بالخصوص آخری عشرہ کی مناسبت سے درود شریف اور توبہ واستغفار کی اہمیت کا بیان اور ان کے ورد کی تلقین

پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کے مخالفانہ حالات کے پیش نظر احمدیوں کیلئے نیز کورونا کی بلا سے نجات کیلئے دعا کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30/اپریل 2021ء بمطابق 30/شہادت 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو. کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کل ہم ماہِ رمضان میں سے گزر رہے ہیں اور دو دن تک آخری عشرے میں بھی شامل ہونے والے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان کے آخری عشرے میں جہنم سے نجات دیتا ہے۔

(کنز العمال، جزء 8، صفحہ 463، حدیث 23668، موسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)

پس ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر اپنی عبادتوں کو سنوارنے اور درود اور استغفار پڑھنے، توبہ کرنے، دعائیں کرنے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بھی حق ادا کرنے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن کر جہنم سے بچنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوہ اور طریق رمضان کے آخری عشرے میں کیا تھا؟ عبادتوں کے کیا معیار تھے؟ آپؐ کے تو عام دنوں میں بھی عبادتوں کے وہ معیار تھے کہ ہم ان کا الفاظ میں بیان بھی نہیں کر سکتے لیکن رمضان میں ان کی کیا حالت ہوتی تھی اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپؐ اتنی کوشش فرماتے کہ جو اس کے علاوہ کبھی دیکھنے میں نہ آتی۔

(ماخوذ از صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان، حدیث 2024)

پس یہ تو ظاہر ہے کہ یہ ہمارے تصور سے باہر ہے کہ کیا کوششیں ہوتیں اور حضرت عائشہؓ بھی ان کوششوں کو پوری طرح بیان نہیں فرما سکیں کہ کیا کوششیں تھیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کا مومنوں کو حکم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے اسوۂ حسنہ ہیں تم نے ان کی پیروی کرنی ہے اور اپنی استعدادوں کے مطابق انہی اعلیٰ معیاروں تک پہنچنے کی کوشش کرنی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے قائم فرمائے۔ تبھی اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنے گا اور ہم اس راستے پر چلنے والے اور اس مقام کی طرف بڑھنے والے ہوں گے جو ایک مومن کا راستہ ہے اور وہ مقام ہے جسے ایک مومن کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پس ہمیں چاہیے کہ ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں میں لگ جائیں۔

آج کل احمدیوں کو تو خاص طور پر اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ بعض ملکوں میں خاص طور پر پاکستان میں اور باقی مسلمان ممالک میں بھی عموماً جو جماعت کے خلاف مختلف کوششیں ہو رہی ہیں اور جو نفرت کی آگیں ہمارے خلاف بھڑکائی جا رہی ہیں یا ایسی کوشش کی جا رہی ہے اس سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچا کے رکھے اور دشمن کے شر اُن پر الٹائے۔ اور اسی طرح یہ بھی دعا کرنی چاہیے کہ یہ وبا جو اب پھیلی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی ہمیں محفوظ رکھے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ذریعہ دعاؤں کی طرف نہ صرف توجہ دلائی بلکہ ان کے مقبول ہونے کے طریقے بھی سکھلائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بھی قبولیتِ دعا کیلئے بہت ضروری ہے ورنہ وہ دعائیں زمین وآسمان کے درمیان معلق ہو جاتی ہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حدیث 486)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑ دیا وہ جنت کی راہ کھو بیٹھا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبیؐ، حدیث 908)

اسی طرح ایک یہ بھی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پہ درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔

(کنز العمال، جزء اول، صفحہ 249، کتاب الاذکار/قسم الاقوال، الباب السادس فی الصلوٰۃ علیہ وعلی آلہ علیہ الصلاۃ والسلام روایت نمبر 2164 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پھر یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر دلی خلوص سے درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا اور اسکی دس نیکیاں لکھے گا۔

(کتاب السنن الکبریٰ للنسائی، جلد 6، صفحہ 21-22، کتاب عمل الیوم واللیلۃ/ ثواب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روایت نمبر 9892، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1991ء)

پس ان روایات سے درود شریف کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اور ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے ہیں، ہم جو اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ کا ادراک حاصل کیا ہے وہ اس کے بغیر ممکن نہیں تھا، ہمارا فرض بنتا ہے کہ درود

شریف کی اہمیت کو سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کی کوشش کریں۔ صرف اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنے بلکہ اس لیے کہ مستقل پاکیزگی ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائے۔ اس درود کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بن جائیں۔ ہم اس درود کے ذریعہ اپنی زندگیوں کو مستقلاً پاکیزہ کرنے والے بن جائیں۔ ہم دینی اور روحانی ترقی حاصل کرنے والے بن جائیں۔ صرف ہمارا دعویٰ یا منہ کی باتیں نہ ہوں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو مانا ہے بلکہ ہمارا ہر عمل اور ہماری ہر حرکت وسکون ہمارے اس دعویٰ کی عکاسی کرنے والی ہو کہ ہم اس مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے والے ہیں جس کے بارے میں آسمان پر فرشتوں نے بھی کہا تھا کہ یہ وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔

(ماخوذ از براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 598، حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس الہام کا تذکرہ فرماتے ہوئے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اور درود بھیج محمد اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اس کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہیں۔ فرمایا: سبحان اللہ اس سرورِ کائنات کے حضرتِ احدیت میں کیا اعلیٰ مراتب ہیں، اس سرورِ کائنات کے حضرتِ احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محبوب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اسکا خادم ایک دنیا کا مخدوم بن جاتا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا حق ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مقام حاصل کرتا ہے کہ ایک دنیا اس کے ہاتھ پر جمع ہو کر غلامی کا اعلان کرتی ہے۔ پس آج جو دنیا میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی معہودؑ کا مقام ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی وجہ سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی وجہ سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس محبت ہی کی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے والا وہ امتی نبی قرار دیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو پھیلانے کیلئے بھیجا گیا ہے۔ آگے چلانے کیلئے بھیجا گیا ہے۔ اسلام کی اشاعت کیلئے بھیجا گیا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس مقام پر مجھے یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل وجان اس سے معطر ہو گیا۔ اس رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زلال کی شکل پر یعنی ایک میٹھے اور صاف پانی کی صورت میں بھری ہوئیں نور کی مشکیں فرشتے اس عاجز کے مکان پر لیے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی تھیں اور ایسا ہی عجیب ایک اَور قصہ یاد آیا کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ مَلَاِ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیائے دین کیلئے جوش میں ہے لیکن ہنوز مَلَاِ اعلیٰ پر شخص مُحیی کا تعین ظاہر نہیں ہوئی اس لیے وہ اختلاف میں ہے۔ اس اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا۔ هٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی یعنی مُحیی کی یا احیائے دین کرنے والے کی جو سب سے بڑی شرط ہے وہ محبتِ رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔

(ماخوذ از براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 597-598 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پس ہم اُس مسیح و مہدی کے ماننے والے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے احیائے دین کیلئے بھیجا ہے۔ اسلام کی نشأتِ ثانیہ کا اہم کام دے کر بھیجا ہے۔ ساری دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لانے کیلئے بھیجا ہے۔ اور آپ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوب کر ہی یہ مقام پایا ہے۔ ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کی جماعت میں شامل ہیں، ہم جو ہر موقع پر یہ عہد کرتے ہیں کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا کیا ہمارا یہ فرض اور بہت بڑا فرض نہیں ہے کہ اس محیی کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے، اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہوئے اس مسیح و مہدی کے معاون و مددگار بنیں۔ دنیا کو بتائیں کہ تم جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ توہین کرنے والا سمجھتے ہو وہی سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں۔ وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درود وسلام کا صحیح ادراک حاصل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق سے اس درود کا صحیح ادراک حاصل کر کے آپ پر درود وسلام بھیجنے والے ہیں۔ ہم ہیں جو رمضان میں نہ صرف اپنی ذاتی دعاؤں کی طرف توجہ دینے والے ہیں بلکہ بے چین ہو کر کہ کس طرح دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا بول بالا ہو، کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمام دنیا میں لہرائے، کس طرح لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بنیں، کس طرح لوگ آپؐ کی غلامی میں آنے کو اپنے آپ کیلئے باعثِ فخر سمجھیں، کس طرح لوگ اسلام کے نام کے ساتھ جڑنے کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھیں کہ یہی ایک دین ہے جو دنیا میں امن وسلامتی کی ضمانت ہے۔ یہی ایک دین ہے جو بندے کو خدا تعالیٰ سے جوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہی ایک دین ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ آج بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے ماننے والوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور انہیں جواب دیتا ہے۔ پس ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم احمدیوں کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ ہم نے ہی دنیا کو اب یہ بتانا ہے۔ پس ہمیں اب یہ دیکھنا ہے کہ کس سچائی اور گہرائی سے ہم اس فرض کو ادا کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں سے فیض اٹھانے والے بنتے ہیں۔ اگر ہم نے حقیقتاً تا قیامت ان انعاموں اور فضلوں کا وارث بننا ہے تو ہمیں انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے چلے جانا ہوگا اور اگر ہم اس طرح کریں گے تو پھر ہم دیکھیں گے کہ کس طرح دشمن کے مکر اور اسکے حربے اور اس کے حملے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں، کس طرح اللہ تعالیٰ خود ہی دشمن سے نپٹ لیتا ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ روحانی طور پر بھی ہم اور ہماری نسلیں ترقی کی منازل طے کرنے والی ہوں گی۔ ہم انفرادی دعاؤں کی قبولیت کے نشان بھی دیکھیں گے اور اجتماعی دعاؤں کی قبولیت کے نشان بھی دیکھیں گے اور یہ بات کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے ہمیں اس بات کی ضمانت دی ہے کہ جو دعا اللہ تعالیٰ کی ثنا اور مجھ پر درود بھیجتے ہوئے کرو گے وہ تمہاری حاجتیں پوری کرنے والی دعا ہو گی لیکن شرط یہ ہے کہ دل سے اور خلوصِ دل سے ادا کیا ہوا یہ درود ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کے بلند تر کرنے کی ایک تڑپ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دلی دعا ہو اور یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب اس بات کی گہرائی اور حکمت کا بھی علم ہو۔

اس بارے میں بھی مختصراً بتا دیتا ہوں۔ درد سے دعا اس وقت نکلتی ہے جب یہ علم ہو کہ انسان دعا کر کیا رہا ہے۔ صرف منہ سے الفاظ ادا کرنے سے نہ ہی الفاظ کی گہرائی اور مطلب کا علم ہو سکتا ہے نہ یہ دل پر اثر کر سکتے ہیں جو ہونا چاہیے۔ اور اگر دل پر اثر نہ ہو تو وہ جوش اور وہ رقّت پیدا نہیں ہو سکتی۔ پس دل پر اثر کیلئے انسان کو پتہ ہونا چاہیے کہ دعا کر کیا رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے؟ لاکھوں کروڑوں لوگ منہ سے درود کے الفاظ دہرا دیتے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ درود پڑھنے کا ہمیں کیا فائدہ ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا کیا فائدہ ہے؟ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ بیان فرمایا تھا۔ اس کا خلاصہ اس وقت مَیں کچھ حد تک پیش کر دیتا ہوں۔

درود میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ پہلے رکھا گیا ہے اور اَللّٰھُمَّ بَارِکْ بعد میں۔ اسکی حکمت یہ ہے کہ صلوٰۃ کے معنے دعا کے ہیں اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ کے معنے ہوئے کہ اے اللہ! تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دعا کر۔ اب دعا کرنے والے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا وہ دوسرے سے مانگتا ہے۔ دوسرے اس کی دعا ہے جس کا اپنا اختیار ہے اور وہ خود عطا کرتا ہے۔ جب ہم خدا تعالیٰ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ دعا کرتا ہے تو اسکے معنی ہیں کہ وہ اپنی مخلوق اور پیدا کی ہوئی چیزوں ہوا، پانی، زمین، پہاڑ باقی جو سب چیزیں ہیں ان سب کو کہتا ہے کہ میرے بندے کی تائید کرو۔ پس اَللّٰھُمَّ صَلِّ کے یہ معنی ہوئے کہ اے اللہ! تو ہر نیکی اور بھلائی اور دنیا و زمین و آسمان کی ہر چیز کی بھلائی اپنے رسول کیلئے چاہ اور ان کو عزت و عظمت عطا فرما، عزت و عظمت کو بڑھا اور پھر دیکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس سے بڑھ کر کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم تو اس بات کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے۔ پس یہ دعا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دی کہ وہ یہ چاہے کہ جو زیادہ سے زیادہ مقام ہو سکتا ہے اور جو اس کی نظر میں ہوتا ہے یا وہ کیا چاہتا ہے وہ عطا فرما۔ اور اَللّٰھُمَّ بَارِکْ کے یہ معنے ہیں کہ اے اللہ! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اپنی رحمتیں، فضل اور انعامات جو تُو نے ان پر کیے ہیں انہیں اتنا بڑھا کہ سارے جہان کی رحمتیں اور برکتیں آپؐ پر اکٹھی ہو جائیں۔ اب پہلے اللہ تعالیٰ جو چاہے گا وہ عطا کرے گا اور کیا چاہا اس کا بھی ہم احاطہ نہیں کر سکتے۔ پھر اس میں اتنی برکتیں دے، ان کو بڑھاتا چلا جائے کہ وہ بالکل ہی ہمارے تصور اور احاطے سے باہر ہیں۔ پس جب آپؐ پر یہ سب باتیں، یہ دعائیں اکٹھی ہوں گی اور ان کے قائم رکھنے کیلئے ہم دعائیں کریں گے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں جو آپؐ کی امّت کیلئے ہیں ان سے ہم بھی حصہ لے رہے ہوں گے۔ جب ہم دل میں درد رکھتے ہوئے آپؐ کے دین کی سربلندی اور آپؐ کی تمام دنیا میں حاکمیت کیلئے دعا کریں گے تو خدا تعالیٰ ہمیں بھی ان دعاؤں میں حصہ دار بنا کر ہمیں بھی درود سے فیض یاب کرے گا کیونکہ امّت کیلئے بھی ساتھ ہی دعا ہے۔ جو بیج ہم لگائیں گے اسکے پھلوں سے ہم بھی فیض یاب ہوں گے کیونکہ صَلِّ ایک بیج کی صورت ہے اور بَارِکْ اسکے پھلوں کی صورت ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود، جلد 7، صفحہ 77-78)

لیکن شرط یہ ہے کہ خلوص دل سے، خلوص نیت سے یہ سب کچھ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو۔ حقیقی آل کا ہم حق ادا کرنے والے ہوں۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ظلم ہوں اور ساتھ درود پڑھ کر کہیں کہ ہم ان برکات کا مورد بھی بن جائیں جو درود پڑھنے والے کو ملتے ہیں۔ قانون توڑ کر لوگوں کو تکلیف میں ڈال کر پھر کہنا کہ ہم رسول کے عاشق ہیں اور آپؐ پر درود اور سلام بھیجنے والے ہیں اس لیے ہمیں کچھ نہ کہا جائے۔ سڑکیں بلاک کر دیں، مریض ہسپتال نہ پہنچ سکیں اس لیے کہ ہم اللہ اور رسول کے نام پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں ہم صحیح ہیں۔ تو یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کی صریح نافرمانی ہیں، مکمل طور پر نافرمانی ہیں اور قطعاً اس کی نہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے نہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے اور نہ ایسے لوگوں کے درود پھر کوئی فائدہ دیتے ہیں اور یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو بڑھانے کی بجائے اسے کم کرنے کی ایک گھناؤنی کوشش ہے۔ اسلام کو بدنام کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کے نام پر جو ظلم ہوتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ بھی سخت ہوتی ہے۔ یہ بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

پس درود کا حقیقی ادراک اگر کسی نے آج دنیا کو دینا ہے تو ہم احمدیوں نے دینا ہے۔اس لیے اس رمضان میں جہاں درود کی طرف زیادہ توجہ دیں وہاں اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں جو اس درود کی قبولیت کے لیے ضروری ہیں اور اگر یہ قبول ہو جائے تو انسان کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے، اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس کی روحانی حالت بہتر ہوتی ہے، عشقِ رسول میں حقیقی ترقی ہو کر انسان اللہ تعالیٰ کا حقیقی قرب پاتا ہے اور حقیقی درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ کر پھر ان کی امّت کی ترقی کے سامان کر رہا ہوتا ہے۔ درود شریف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے مزید ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی مومنوں کو فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب:57)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی اتنی اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے بھی رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اب یہاں یہ بات اَور بھی واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی دعا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر آن آپؐ کے درجات بلند کرتا چلا جا رہا ہے اور آپؐ کی عظمت اور شان کو قائم رکھنے کیلئے سامان مہیا کرتا چلا جا رہا ہے اور اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر حقیقی عمل کرنے والے بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔ اس سے تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور فرشتوں کی دعاؤں سے بھی فیض حاصل کرو گے کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتے درود بھیجیں گے تو ان کا فیض آپؐ کی حقیقی امّت کو بھی اور ماننے والوں کو بھی پہنچے گا اور جب یہ فیض ہمیں پہنچے گا تو پھر شکرگزاری کا تقاضا ہے کہ ہم پہلے سے بڑھ کر درود بھیجنے والے بنیں اور یہ درود اور شکرگزاری ایسا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ ہے جو ایک حقیقی مومن کو فیضیاب کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی وضاحت میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

''ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پروا نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب:57)...... اللہ تعالیٰ اور اسکے تمام فرشتے رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبیؐ پر۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کیلئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کیے۔ یعنی آپؐ کے اعمالِ صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔'' ان کا احاطہ کرنا بہت مشکل تھا۔ اس سے باہر تھی۔ ''اس قسم کی آیت کسی اَور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق و صفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر درود بھیجیں۔''
(ملفوظات، جلد1، صفحہ 37-38)

پس یہ شکرگزاری آخر ہمیں ہی فائدہ پہنچانے والی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان میں بھی اور بعد میں بھی ہمیں ہمیشہ درود کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے درود بھیجنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

دوسری بات جس کی طرف میں اس وقت خاص طور پر توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ ہے استغفار۔ یہ دعا کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ یعنی میں تمام گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرتا ہوں جو میرا رب ہے اور اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکتا ہوں۔ یہ ایک ایسی دعا ہے جو انتہائی اہم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ

''استغفار کے اصلی اور حقیقی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غَفَرَ سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ لیکن بعد اس کے عام لوگوں کیلئے اس لفظ کے معنی اور بھی وسیع کئے گئے اور یہ بھی مراد لیا گیا کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے ڈھانک لے۔ لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے۔'' قائم رکھنے والا ہے۔ فرمایا ''پس جبکہ خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا۔ اسلئے انسان کیلئے لازم ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیومیت کے ذریعہ سے بگڑنے سے بچاوے...... پس انسان کیلئے یہ ایک طبعی ضرورت تھی جس کیلئے استغفار کی ہدایت ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف میں یہ اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ (البقرۃ:256)...... سو وہ خدا خالق بھی ہے اور قیوم بھی۔ اور جب انسان پیدا ہو گیا تو خالقیت کا کام تو پورا ہو گیا مگر قیومیت کا کام ہمیشہ کیلئے ہے اسی لئے دائمی استغفار کی ضرورت پیش آئی۔'' اپنی حالتوں کو بگڑنے سے بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ کی صفت قیومیت یہاں اس صورت میں کام آتی ہے جب دائمی استغفار آدمی کرتا ہے۔ ''غرض خدا کی ہر ایک صفت کیلئے ایک فیض ہے۔ پس استغفار صفت قیومیت کا فیض حاصل کرنے کیلئے کرتے رہنے کی طرف اشارہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی اس بات کی مدد چاہتے ہیں کہ تیری قیومیت اور ربوبیت ہمیں مدد دے اور ہمیں ٹھوکر سے بچاوے تا ایسا نہ ہو کہ کمزوری ظہور میں آوے اور ہم عبادت نہ کر سکیں۔''
(عصمتِ انبیاءؑ، روحانی خزائن، جلد18، صفحہ 671-672)

پس عبادتوں کے بجالانے کیلئے، شیطان کے حملوں سے بچنے کیلئے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کیلئے استغفار ایک انتہائی اہم اور ضروری چیز ہے۔ صرف یہ نہیں کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو پھر ہی استغفار کرنی ہے۔ بےشک اس وقت بھی استغفار اور توبہ بہت ضروری ہے کیونکہ پچھلے گناہ کی بخشش اور آئندہ گناہوں سے بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے جو استغفار کے ذریعہ سے ملتی ہے۔ پس گناہ سرزد ہونے پر بھی اور نہ سرزد ہونے پر بھی دونوں صورتوں میں استغفار انتہائی اہم ہے۔ شیطان تو ہمارے راستے پر کھڑا ہے۔ انسان اپنی کوششوں سے اس سے بچ نہیں سکتا۔ انسان یہ کہہ دے کہ میں اپنی کوشش سے اس سے بچ جاؤں گا تو ممکن نہیں۔ اس کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہی جائے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری مدد حاصل کرنے کیلئے، میری مدد چاہنے کیلئے تم کثرت سے استغفار کرو۔ یہی ذریعہ ہے جو آئندہ شیطانی حملوں سے بھی محفوظ رکھے گا اور گذشتہ گناہوں کی معافی کا بھی ذریعہ بنے گا۔ انسان کمزور ہے اس لیے استغفار بہت ضروری ہے کیونکہ استغفار طاقت دیتا ہے۔ استغفار طاقت دیتا ہے کہ بشری کمزوریوں سے بچائے اور شیطان کے حملوں سے بچنے کی طاقت دے۔ پس مسلسل استغفار اللہ تعالیٰ کی صفت قیومیت کو حرکت میں لائے گی اور استغفار کرنے والا ہر برائی سے بچایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی طرف آنے والے کو اپنے ساتھ چمٹانے والا ہے۔ جو شخص گناہوں کے ارتکاب کے بعد توبہ کرتے ہوئے اسکی طرف آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بھی توبہ قبول کرتا ہے اور جو گناہوں سے بچنے کیلئے، شیطانی حملوں سے بچنے کیلئے اس کی طرف دوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی استغفار بھی قبول کرتا ہے۔ اسے شیطان کے حملوں سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کی وسعت کتنی زیادہ ہے اس بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ یہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک شخص کا قصّہ سناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نے ننانوے قتل کیے۔ آخر ندامت ہوئی اور توبہ کا خیال آیا۔ آخر وہ ایک عالم کے پاس گیا۔ اس سے توبہ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا اتنے گناہ اور اتنے قتل کر کے تم کس طرح بخشے جا سکتے ہو؟ اس شخص نے اس عالم کو بھی قتل کر دیا اور اس طرح سو قتل ہو گئے۔ اسکے بعد پھر اسے ندامت ہوئی۔ جب سو قتل ہو گئے تو پھر ندامت ہوئی کہ یہ میں نے کیا کر دیا۔ پھر ایک بڑے عالم کے پاس پہنچا۔ اس سے بات کی۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ہاں توبہ کا دروازہ تو ہر وقت کھلا ہے۔ اگر تم حقیقی توبہ کرنا چاہتے ہو تو پھر سنو کہ فلاں علاقے میں جاؤ۔ وہاں لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوں گے، دین کے کام کر رہے ہوں گے۔ تم ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ لیکن یاد رکھو! پھر اپنے علاقے میں واپس نہیں آنا۔ حقیقی توبہ یہی ہے کہ پھر پرانے رابطے جو گناہ کا ذریعہ بنتے رہے ہیں وہ سب ختم کرنے ہوں گے۔ حقیقی توبہ یہی ہے کہ پھر اس علاقے میں واپس نہیں آنا۔ چنانچہ وہ اس طرف

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمۡ یُفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ اُولٰٓئِکَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے اندر کسی کے درمیان تفریق نہ کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں وہ ضرور ان کے اجر عطا کرے گا۔ (النساء:153)

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ

(سورۃ البیّنۃ:8)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے یہی ہیں جو بہترین مخلوق ہیں۔

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

چل پڑا۔ ابھی آدھا راستہ طے کیا تھا کہ موت آ گئی۔ جب مر گیا تو رحمت اور عذاب کے فرشتے پہنچ گئے اور آپس میں جھگڑنے لگے کہ اسے ہم نے اپنے ساتھ لے جانا ہے۔ رحمت کا فرشتہ یہ کہتا تھا کہ اس شخص نے توبہ کر لی تھی اس لیے یہ جنت میں جائے گا۔ عذاب کا فرشتہ یہ کہتا تھا کہ اس نے زندگی میں کوئی نیکی نہیں کی، کوئی نیک کام نہیں کیا۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ یہ جنت میں جائے؟ یہ نہیں بخشا جاسکتا۔ اتنے میں ایک تیسرا فرشتہ بھی آیا اور ایک صورت پیدا ہوئی جس نے ثالث بن کر یہ فیصلہ کیا کہ جس علاقے سے یہ آرہا ہے اور جس طرف جارہا ہے ان کا فاصلہ ماپ لو۔ اس میں سے جس علاقے کے وہ زیادہ قریب ہوگا اسے وہیں لے جانا۔ جب انہوں نے فاصلہ ماپا تو وہ اس علاقے کے زیادہ قریب تھا جس طرف وہ گناہوں سے توبہ کرنے اور نیک کام کرنے کیلئے جارہا تھا تو اس پر رحمت کے فرشتے اسے جنت میں لے گئے۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب قبول توبۃ القاتل، وان کثر قتلہ، حدیث 7008)

تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی بخشش کے سامان۔ انتہائی ظالم اور قاتل کے بھی، جب اس نے صحت کی حالت میں توبہ کی تو اس نے بخشش کے سامان کر دیے۔ آج کل بہت سے بچے بھی اور نوجوان بھی یہ سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس حد تک بخشتا ہے تو اس حدیث سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ مَیں توبہ قبول کرتا ہوں اور میری رحمت بہت وسیع ہے تو اس کی کوئی حد نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ انسان حقیقی توبہ کرنے والا ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ پر اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنا وہ شخص بھی خوش نہیں ہوتا جسے جنگل بیابان میں اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، حدیث 6309)

اللہ تعالیٰ تو اپنی طرف بڑھنے والوں کی طرف بڑھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) اگر کوئی ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں دوگنا اس کے قریب ہوتا ہوں دو ہاتھ اس کے قریب جاتا ہوں۔ اگر وہ چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر آتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللّٰہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ، حدیث 7405)

پس یہ ہمارا کام ہے کہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کیلئے بھی اور اپنے گناہ معاف کروانے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھیں اور جہنم سے بچیں اور یہ مہینہ اللہ تعالیٰ نے خاص اس کام کیلئے ہمیں دیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام توبہ اور مغفرت کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''یاد رہے کہ توبہ اور مغفرت سے انکار کرنا درحقیقت انسانی ترقیات کے دروازہ کو بند کرنا ہے کیونکہ یہ بات تو ہر ایک کے نزدیک واضح اور بدیہیات سے ہے کہ انسان کامل بالذات نہیں' اپنی ذات میں مکمل نہیں ہے'' بلکہ تکمیل کا محتاج ہے اور جیسا کہ وہ اپنی ظاہری حالت میں پیدا ہو کر آہستہ آہستہ اپنی معلومات وسیع کرتا ہے، پہلے ہی عالم فاضل پیدا نہیں ہوتا، اِسی طرح وہ پیدا ہو کر جب ہوش پکڑتا ہے تو اخلاقی حالت اسکی نہایت گری ہوئی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب کوئی نوعمر بچوں کے حالات پر غور کرے تو صاف طور پر اس کو معلوم ہوگا کہ اکثر بچے اس بات پر حریص ہوتے ہیں کہ ادنیٰ ادنیٰ نزاع کے وقت دوسرے بچہ کو ماریں اور اکثر ان سے بات بات میں جھوٹ بولنے اور دوسرے بچوں کو گالیاں دینے کی خصلت مترشح ہوتی ہے اور بعض کو چوری اور چغل خوری اور حسد اور بخل کی بھی عادت ہوتی ہے اور پھر جب جوانی کی مستی جوش میں آتی ہے تو نفسِ امّارہ ان پر سوار ہو جاتا ہے اور اکثر ایسے نالائق اور ناگفتنی کام ان سے ظہور میں آتے ہیں جو صریح فسق و فجور میں داخل ہوتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ اکثر انسانوں کیلئے اول مرحلہ گندی زندگی کا ہے اور پھر جب سعید انسان اوائل عمر کے تند سیلاب سے باہر آجاتا ہے تو پھر وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتا ہے اور سچی توبہ کر کے ناکردنی باتوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور اپنے فطرت کے جامہ کو پاک کرنے کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ یہ عام طور پر انسانی زندگی کے سوانح ہیں جو نوع انسان کو طے کرنے پڑتے ہیں۔ پس اِس سے ظاہر ہے کہ اگر یہی بات سچ ہے کہ توبہ قبول نہیں ہوتی تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا ارادہ ہی نہیں کہ کسی کو نجات دے۔'' (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 192-193)

اور یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ میں نجات دینا چاہتا ہوں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''واضح ہو کہ توبہ لغت عرب میں رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام بھی توّاب ہے یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب انسان گناہوں سے دستبردار ہو کر صدق دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے بڑھ کر اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ امر سراسر قانونِ قدرت کے مطابق ہے کیونکہ جب کہ خدا تعالیٰ نے نوع انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ جب ایک انسان سچے دل سے دوسرے انسان کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کا دل بھی اس کیلئے نرم ہو جاتا ہے تو پھر عقل کیونکر اِس بات کو قبول نہیں کرسکتی ہے کہ بندہ تو سچے دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے مگر خدا اس کی طرف رجوع نہ کرے۔'' آپس میں دو انسان تو اس پہ عمل کر لیتے ہیں، فطرت ہے لیکن پھر اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہنا کہ وہ رجوع نہیں کرے گا باوجود انسان کے رجوع کرنے کے، یہ نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا کہ ''مگر خدا اس کی طرف رجوع نہ کرے بلکہ خدا جس کی ذات نہایت کریم و رحیم واقع ہوئی ہے وہ بندہ سے بہت زیادہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔'' اصل چیز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات تو نہایت کریم و رحیم ہے وہ بہت زیادہ بندے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ فرمایا: ''اِسی لئے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام ......توّاب ہے یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ سو بندہ کا رجوع تو پشیمانی اور ندامت اور تذلل اور انکسار کے ساتھ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا رجوع رحمت اور مغفرت کے ساتھ۔ اگر رحمت خدا تعالیٰ کی صفات میں سے نہ ہو تو کوئی مخلصی نہیں پاسکتا۔ افسوس! کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی صفات پر غور نہیں کیا اور تمام مدار اپنے فعل اور عمل پر رکھا ہے مگر وہ خدا جس نے بغیر کسی کے عمل کے ہزاروں نعمتیں انسان کیلئے زمین پر پیدا کیں کیا اسکا یہ خُلق ہوسکتا ہے کہ انسان ضعیف البنیان جب اپنی غفلت سے متنبہ ہو کر اسکی طرف رجوع کرے اور رجوع بھی ایسا کرے کہ گویا مر جاوے اور پہلا ناپاک چولہ اپنے بدن پر سے اتار دے اور اسکی آتشِ محبت میں جل جائے تو پھر بھی خدا اسکی طرف رحمت کے ساتھ توجہ نہ کرے کیا اِس کا نام خدا کا قانون قدرت ہے؟''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 133-134)

پھر آپؑ نے فرمایا ''خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ انسان اگر سچے دل سے اخلاص لے کر رجوع کرے تو وہ غفور رحیم ہے اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ یہ سمجھنا کہ کس کس گناہگار کو بخشے گا خدا تعالیٰ کے حضور سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اسکی رحمت کے خزانے وسیع اور لاانتہا ہیں۔ اسکے حضور کوئی کمی نہیں۔ اسکے دروازے کسی پر بند نہیں ہوتے۔ انگریزوں کی نوکریوں کی طرح نہیں ہے کہ اتنے تعلیم یافتہ کو کہاں سے نوکریاں ملیں۔ خدا کے حضور جس قدر پہنچیں گے سب اعلیٰ مدارج پائیں گے۔ یہ یقینی وعدہ ہے۔ وہ انسان بڑا ہی بدقسمت اور بدبخت ہے جو خدا تعالیٰ سے مایوس ہو اور اسکی نزع کا وقت غفلت کی حالت میں اس پر آجاوے۔'' جو خدا تعالیٰ سے مایوس ہو اور اسکی نزع کا وقت غفلت کی حالت میں اس پر آجاوے ''بیشک اس وقت دروازہ بند ہو جاتا ہے۔''

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 296-297)

پس اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے دروازے کھلے ہیں۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ انسان صحت کی حالت میں توبہ کرے نہ یہ کہ آخری سانس لیتے ہوئے۔ پس ان دنوں میں ہمیں بہت زیادہ توبہ اور استغفار کرنی چاہئے کہ یہ رمضان کا مہینہ قبولیتِ دعا کا مہینہ بھی ہے اور پھر اس کا آخری عشرہ جہنم سے بچانے والا بھی ہے۔ گناہوں سے معافی اور نیکیاں کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے ہی ملتی ہے۔ اگر اس سے ہم جُڑ جائیں، اللہ تعالیٰ سے ہم جُڑ جائیں تو ہماری دنیا و عاقبت سنور جائے گی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ ہم احمدیوں کیلئے تو بعض جگہ زمینیں انتہا سے زیادہ تنگ کی جارہی ہیں۔ ان مشکلات سے نکلنے کیلئے ایک ہی حل ہے کہ ہم اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے جوڑ لیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق جُڑ گیا، ہمارے درود اور ہمارے استغفار اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہو گئے تو دشمن ہزار کوششیں کر لے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا لیکن اگر اللہ تعالیٰ ہم سے راضی نہیں تو دنیا کا کوئی حیلہ ہمیں فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ انکی کوئی کوشش ہمیں فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ پس ہمیں چاہیے کہ خدا تعالیٰ سے اپنے اس تعلق کو مضبوط کریں۔

رمضان کی دعاؤں میں مخالفین کے شر سے بچنے کیلئے بھی بہت دعائیں کریں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ بعض جگہ احمدیوں پر بہت زیادہ مشکلات طاری کی جارہی ہیں۔ بہت زیادہ مشکلات میں احمدی گرفتار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کیلئے آسانیاں پیدا فرمائے۔ ان کو مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے۔ پاکستان کے احمدی خود بھی خاص طور پر ان دنوں میں اپنے لیے اور جماعتی حوالے سے بھی بہت زیادہ دعائیں کریں۔ پھر آج کل اسی طرح جو کورونا کی وبا پھیلی ہوئی ہے اس سے بھی محفوظ رہنے کیلئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس بلا سے بھی دنیا کو نجات دے، ہمیں بھی محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں درود اور استغفار کرنے والا بنائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، اگر کوئی بُرا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آؤ

(ترمذی، کتاب البرّ والصلۃ، باب فی معاشرۃ الناس)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے
جتنا ثواب اس بات پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور اس کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا

(مسلم، کتاب العلم، باب من سنّ حسنۃ اوسیئۃ)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

نبیوں کا سردار ؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کھانے پینے میں سادگی اور تقویٰ

کھانے پینے میں آپ سادگی کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے۔ کھانے میں کبھی نمک زیادہ ہو جائے یا نمک نہ ہو یا کھانا خراب پکا ہو، تو آپ کبھی اظہار ناراضگی نہیں فرماتے تھے۔ جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا آپ ایسا کھانا کھا کر پکانے والے کو دل شکنی سے بچانے کی کوشش کرتے تھے لیکن اگر بالکل ہی ناقابلِ برداشت ہوتا تو آپ صرف ہاتھ کھینچ لیتے تھے اور یہ ظاہر نہیں کرتے تھے کہ مجھے اس کھانے سے تکلیف پہنچتی ہے۔

جب آپ کھانا کھانے لگتے تو کھانے کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے اور فرماتے مجھے یہ متکبرانہ رویہ پسند نہیں کہ بعض لوگ ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہیں گویا وہ کھانے سے مستغنی ہیں۔

جب آپ کے پاس کوئی چیز آتی تو اپنے صحابہؓ میں بانٹ کر کھاتے۔ چنانچہ آپ کے پاس ایک دفعہ کچھ کھجوریں آئیں آپ نے صحابہ کا اندازہ لگایا تو سات سات کھجوریں فی کس آتی تھیں۔ اس پر آپ نے سات سات کھجوریں صحابہ میں بانٹ دیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

ایک دفعہ آپ رستہ میں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا ایک بکری بھون کر لوگوں نے رکھی ہوئی ہے اور دعوت منا رہے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اُن لوگوں نے آپ کو بھی دعوت دی مگر آپ نے انکار کر دیا اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ آپ بھونا ہوا گوشت کھانا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کو اس قسم کا تکلف پسند نہیں تھا کہ پاس ہی غرباء تو بھوکے پھر رہے ہوں اور اُن کی آنکھوں کے سامنے لوگ بکرے بھون بھون کر کھا رہے ہوں۔ ورنہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ آپ بھونا ہوا گوشت بھی کھا لیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی تین دن متواتر پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور یہی حالت رسول اللہ ﷺ کی وفات تک رہی۔

کھانے کے متعلق آپ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے کہ کوئی بغیر بُلائے کسی دعوت کے موقع پر دوسرے کے گھر کھانا کھانے کیلئے نہ چلا جائے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی دعوت کی اور یہ بھی درخواست کی کہ آپ چار آدمی اپنے ساتھ اور بھی لیتے آئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ اُس کے گھر کے دروازہ پر پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ ایک پانچواں شخص بھی آپ کے ساتھ ہے۔ جب گھر والا باہر نکلا تو آپ نے اُس سے کہا کہ آپ نے ہمیں پانچ آدمیوں کو دعوت کیلئے بلایا تھا آپ چاہیں تو اس کو بھی اجازت دے دیں اور چاہیں تو اِس کو رخصت کر دیں۔ گھر والے نے کہا نہیں میں اِنکی بھی دعوت کرتا ہوں یہ بھی اندر آجائیں۔

جب آپ کھانا کھاتے تو ہمیشہ بِسۡمِ اللّٰہِ کہہ کر شروع کیا کرتے تھے اور جب کھانا کھا کر فارغ ہوتے تو ان الفاظ میں خدا کی تعریف فرماتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا۔ یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے ہمیں کھانا عطا کیا۔ بہت بہت تعریف، ہر قسم کی ملونی سے خالی تعریف، بڑھتی رہنے والی تعریف۔ ایسی تعریف نہیں جس کے بعد انسان سمجھے کہ بس میں تعریف کافی کر چکا بلکہ یہ سمجھے کہ میں نے تعریف کرنے کا حق ادا نہیں کیا اور کبھی تعریف بس نہ کرے اور کبھی میرے دل میں یہ خیال نہ گزرے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی ایسا کام بھی ہے جس کی تعریف کی ضرورت نہیں یا جو تعریف کا مستحق نہیں۔ اے ہمارے ربّ! ہمیں ایسا ہی بنا دے۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ آپ کبھی ان الفاظ میں دعا کرتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانَا وَاَرْوَانَا غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مَکْفُوْرٍ یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے ہماری بھوک اور پیاس دور کی۔ ہمارا دل اُس کی تعریف سے کبھی نہ بھرے اور ہم اُس کی کبھی ناشکری نہ کریں۔

آپ ہمیشہ اپنے صحابہ کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ پیٹ بھرنے سے پہلے کھانا چھوڑ دو اور فرماتے تھے ایک انسان کا کھانا دو انسانوں کے لئے کافی ہونا چاہئے۔

جب کبھی آپ کے گھر میں کوئی اچھی چیز پکتی تو آپ ہمیشہ اپنے گھر والوں کو نصیحت کرتے تھے کہ اپنے ہمسایوں کا بھی خیال رکھو۔

اسی طرح اپنے ہمسایوں کے گھروں میں آپ اکثر ہدیہ بجھواتے رہتے تھے۔

آپ اپنے مسکین صحابہؓ کی شکلوں سے ہمیشہ یہ معلوم کرتے رہتے تھے کہ ان میں سے کوئی بھوکا تو نہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ کئی دن فاقہ سے رہے۔ ایک دن جب سات وقت فاقہ سے گزر گئے تو وہ بے تاب ہو کر مسجد کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اتفاقاً حضرت ابو بکرؓ وہاں سے گزرے تو اُنہوں نے ان سے ایک ایسی آیت کا مطلب پوچھا جس میں غریبوں کو کھانا کھلانے کا حکم ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی بات سے سمجھا کہ شاید اس آیت کے معنی ان کو معلوم نہیں اور وہ اس آیت کے معنی بیان کر کے آگے چل دیئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ جب لوگوں کے سامنے یہ روایت بیان کرتے تو غصہ سے کہا کرتے کہ کیا ابو بکر مجھ سے زیادہ قرآن جانتا تھا!! میں نے تو اس لئے آیت پوچھی تھی کہ ان کو اس آیت کے مضمون کا خیال آجائے اور مجھے کھانا کھلا دیں۔ اتنے میں حضرت عمرؓ وہاں سے گزرے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے ان سے بھی اس آیت کا مفہوم پوچھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اس آیت کا مطلب بیان کر دیا اور آگے چل دیئے۔ صحابہؓ سوال کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ جب ابو ہریرہؓ نے دیکھا کہ بے مانگے کھانا ملنے کی کوئی صورت نہیں تو وہ کہتے ہیں میں بالکل نڈھال ہو کر گرنے لگا کیونکہ اب زیادہ صبر کی مجھ میں طاقت نہیں تھی مگر میں نے ابھی دروازہ سے منہ نہیں موڑا تھا کہ میرے کان میں ایک نہایت ہی محبت بھری آواز آئی اور کوئی مجھے بلا رہا تھا۔ ابو ہریرہ! ابو ہریرہ!! میں نے منہ موڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کی کھڑکی کھولے کھڑے تھے اور مسکرا رہے تھے اور مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا: ابو ہریرہ! بھوکے ہو؟ میں نے کہا ہاں یَارَسُوْلَ اللّٰہ! بھوکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارے گھر میں بھی کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ ابھی ایک شخص نے دودھ کا پیالہ بھجوایا ہے۔ تم مسجد میں جاؤ اور دیکھو کہ شاید ہماری تمہاری طرح کے کوئی اور بھی مسلمان ہوں جن کو کھانے کی احتیاج ہو۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے دل میں کہا میں تو اتنا بھوکا ہوں کہ اکیلا ہی اس پیالے کو پی جاؤں گا۔ اب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَور آدمی بھی بُلانے کو کہا ہے تو پھر میرا حصہ تو بہت تھوڑا رہ جائے گا۔ مگر بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا مسجد کے اندر گئے تو دیکھا کہ چھ آدمی اور بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اُن کو بھی ساتھ لیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے پاس آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دودھ کا پیالہ اُن نئے آنے والے چھ آدمیوں میں سے کسی کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا اس کو پی جاؤ۔ جب اس نے دودھ پی کر پیالہ منہ سے الگ کیا تو آپ نے اصرار کیا کہ پھر پیو۔ تیسری دفعہ اصرار کر کے اس کو دودھ پلایا۔ اس طرح چھیؤں آدمیوں کو آپ نے باری باری دودھ پلایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہر بار میں کہتا تھا کہ اب میں مرا۔ میرا حصہ کیا بچے گا لیکن جب وہ چھیؤں پی چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے دیکھا کہ ابھی پیالہ میں بہت دودھ موجود تھا جب میں نے دودھ پیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی اصرار کر کے تین دفعہ دودھ پلایا۔ پھر میرا بچا ہوا دودھ خود پیا اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے دروازہ بند کر لیا۔

شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہؓ کو سب کے آخر میں دودھ یہی سبق دینے کے لئے دیا تھا کہ انہیں خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے فاقہ سے بیٹھ رہنا چاہئے تھا اور اشارۃً بھی سوال نہیں کرنا چاہئے تھا۔

آپ ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے تھے اور پانی بھی دائیں ہاتھ سے پیتے تھے۔ پانی پیتے وقت درمیان میں تین دفعہ سانس لیتے تھے۔ اس میں ایک طبی حکمت ہے۔ پانی اگر یکدم پیا جائے تو زیادہ پیا جاتا ہے اور اس سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔

کھانے کے متعلق آپ کا اصول یہ تھا کہ جو چیزیں پاکیزہ اور طیب ہوں وہ کھائیں۔ مگر ایسی طرز پر نہیں کہ غریبوں کا حق مارا جائے یا انسان کو تعیش کی عادت پڑ جائے۔ چنانچہ عام طور پر جیسا کہ بتایا جا چکا ہے آپ کی خوراک نہایت سادہ تھی۔ لیکن اگر کوئی شخص کوئی اچھی چیز بطور تحفہ لے آتا تھا تو آپ اس کے کھانے سے انکار نہ کرتے۔ مگر یوں اپنے کھانے پینے کیلئے اچھے کھانے کی تلاش آپ کبھی نہیں کرتے تھے۔

شہد آپ کو پسند تھا اسی طرح کھجور بھی۔ آپ فرماتے تھے کھجور اور مؤمن کے درمیان ایک رشتہ ہے کھجور کے پتے بھی اور اُس کا چھلکا بھی اور اُس کا کچا پھل بھی اور اس کا پکا پھل بھی اور اس کی گٹھلی بھی سب کے سب کارآمد ہیں اسکی کوئی چیز بھی بیکار نہیں۔ مؤمن کامل بھی ایسا ہی ہوتا ہے اس کا کوئی کام بھی لغو نہیں ہوتا بلکہ اس کا ہر کام بنی نوع انسان کے نفع کیلئے ہوتا ہے۔

لباس اور زیور میں سادگی اور تقویٰ

لباس کے متعلق بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سادگی کو پسند فرماتے تھے آپ کا عام لباس کُرتہ اور تہہ بند یا کُرتہ اور پاجامہ ہوتا تھا۔ آپ اپنا تہہ بند یا پاجامہ ٹخنوں سے اُوپر اور گھٹنوں سے نیچے رکھتے تھے۔ گھٹنوں یا گھٹنوں سے اُوپر جسم کے ننگے ہو جانے کو آپ پسند نہیں فرماتے تھے سوائے مجبوری کے۔ ایسا کپڑا جس پر تصویریں ہوں آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ نہ انسانی لباس میں اور نہ پردوں وغیرہ کی صورت میں۔ خصوصاً بڑی تصویریں جو کہ شرک کے آثار میں سے ہیں اُن کی آپ کبھی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے گھر میں ایسا کپڑا لٹکا ہوا تھا آپ نے دیکھا تو اُسے اُتروا دیا۔ ہاں چھوٹی چھوٹی تصویر جس کپڑے پر بنی ہوئی ہوں اُس کپڑے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ان سے شرک کے خیالات کی طرف اشارہ نہیں ہوتا۔ آپ ریشمی کپڑا کبھی نہیں پہنتے تھے نہ دوسرے مردوں کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دیتے تھے۔ بادشاہوں کو خط لکھنے کے وقت آپ نے ایک مہر والی انگوٹھی اپنے لئے بنوائی تھی مگر آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ سونے کی انگوٹھی نہ ہو بلکہ چاندی کی ہو کیونکہ سونا خدا تعالیٰ نے میری اُمت کے مردوں کیلئے پہننا منع فرمایا ہے۔ عورتوں کو بیشک ریشمی

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے.رضی اللہ عنہ)

(296) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ اخبار ’’وکیل‘‘ امرتسر میں جو ایک مشہور غیر احمدی اخبار ہے ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر ایڈیٹر کی طرف سے جو مضمون شائع ہوا تھا ۔اسکا مندرجہ ذیل اقتباس ناظرین کیلئے موجب دلچسپی ہوگا۔اس سے پتا لگتا ہے کہ غیر احمدی مسلمان باوجود حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کے آپؑ کو اور آپؑ کے کام کو کس نظر سے دیکھتے تھے ۔دراصل جو کام آپؑ نے کیا وہ اس پایہ کا تھا کہ سوائے اسکے کہ کوئی مخالف اپنی مخالفت میں اندھا ہو رہا ہو اسکی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اور گو وہ اپنے منہ سے آپؑ کو مسیح موعودؑ نہ مانیں لیکن ان کے دل بولتے تھے کہ آپؑ کا دم ان کیلئے مسیحائی کا حکم رکھتا ہے ۔غرض ’’وکیل‘‘ نے لکھا کہ:

’’وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا،اور زبان جادو۔وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا،جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی،جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں ۔وہ شخص جو مذہبی دنیا کیلئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا،جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا،خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔یہ تلخ موت یہ زہر کا پیالہ موت جس نے مرنیوالے کی ہستی تہِ خاک پنہاں کی، ہزاروں لاکھوں زبانوں پر تلخ کامیاں بن کے رہے گی۔اور قضا کے حملے نے ایک جیتی جان کے ساتھ جن آرزوؤں اور تمناؤں کا قتل عام کیا ہے،صدائے ماتم مدتوں اس کی یادگار تازہ رکھے گی۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کیلئے اسے امتداد زمانہ کے حوالے کرکے صبر کر لیا جاوے۔ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے ۔یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اسکی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے،ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پائمال بنائے رکھا،آئندہ بھی جاری رہے۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا،قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ۔اس لٹریچر کی قدر وعظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے،ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اُڑا دیئے ،جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اُڑنے لگا غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کیطرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا کہ جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے ،قائم رہے گا۔

اسکے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت سرانجام دی ہے ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جاوے، ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔

فطری ذہانت،مشق ومہارت اور مسلسل بحث و مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک خاص شان پیدا کر دی تھی ۔اپنے مذہب کے علاوہ مذہب غیر پر ان کی نظر نہایت وسیع تھی اور وہ اپنی ان معلومات کو نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے ۔تبلیغ وتلقین کا یہ ملکہ ان میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب وملت کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا۔ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں،اسکی نظیر غالباً دنیا میں کسی اور جگہ نہیں مل سکتی ۔مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب کیلئے حکم وعدل ہوں ۔لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں بہت مخصوص قابلیت تھی۔اور یہ نتیجہ تھی ان کی فطری استعداد کا ذوق مطالعہ اور کثرت مشق کا ۔آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔‘‘

(297) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ اپنی انگریزی کتاب ’’احمدیہ مومنٹ‘‘ میں پادری والٹر ایم .اے جو وائی ایم سی اے کے سیکرٹری تھے ۔حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق مندرجہ ذیل رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

’’یہ بات ہر طرح ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنی عادات میں سادہ اور فیاضانہ جذبات رکھنے والے تھے ۔ان کی اخلاقی جرأت جو انہوں نے اپنے مخالفین کی طرف سے سخت مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی،یقیناً قابل تحسین ہے ۔صرف ایک مقناطیسی جذب اور نہایت خوشگوار اخلاق رکھنے والا شخص ہی ایسے لوگوں کی دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا تھا جن میں سے کم از کم دو نے افغانستان میں اپنے عقائد کی وجہ سے جان دے دی مگر مرزا صاحب کا دامن نہ چھوڑا۔میں نے بعض پُرانے احمدیوں سے ان کے احمدی ہونیکی وجہ دریافت کی تو اکثر نے سب سے بڑی وجہ مرزا صاحب کے ذاتی اثر اور ان کے جذب اور کھینچ لینے والی شخصیت کو پیش کیا۔‘‘

(298) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت صاحب باہر سے اندرونِ خانہ تشریف لے جا رہے تھے،کسی فقیر نے آپ سے کچھ سوال کیا مگر اس وقت لوگوں کی باتوں میں آپ فقیر کی آواز کو صاف طور پر سن نہیں سکے ۔تھوڑی دیر کے بعد آپ پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ کسی فقیر نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر نہ پایا۔لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ فقیر خود بخود آ گیا اور آپ نے اسے کچھ نقدی دے دی اس وقت آپ محسوس کرتے تھے کہ گویا آپ کی طبیعت پر سے ایک بھاری بوجھ اُٹھ گیا ہے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے دعا بھی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس فقیر کو واپس لائے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت لوگوں کی باتوں میں ملکر فقیر کی آواز رہ گئی اور آپ نے اس طرف توجہ نہیں کی لیکن جب آپ اندر تشریف لے گئے اور لوگوں کی آوازوں سے الگ ہوئے تو اس فقیر کی آواز صاف طور پر الگ ہو کر آپ کے سامنے آئی اور آپ کو اس کی امداد کیلئے بے قرار کر دیا۔

(299) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے کسی حوالہ وغیرہ کا کوئی کام میاں معراج دین صاحب عمر لاہوری اور دوسرے لوگوں کے سپرد کیا۔چنانچہ اس ضمن میں میاں معراج دین صاحب چھوٹی چھوٹی پرچیوں پر لکھ کر بار بار حضرت صاحب سے کچھ دریافت کرتے تھے اور حضرت صاحب جواب دیتے تھے کہ یہ تلاش کرو یا فلاں کتاب بھیجو وغیرہ اسی دوران میں میاں معراج دین صاحب نے ایک پرچی حضرت صاحب کو بھیجی اور حضرت صاحب کو مخاطب کر کے بغیر السلام علیکم لکھے اپنی بات لکھ دی اور چونکہ بار بار ایسی پرچیاں آتی جاتی تھیں اس لئے جلدی میں ان کی توجہ اس طرف نہ گئی کہ السلام علیکم بھی لکھنا چاہیے۔حضرت صاحب نے جب اندر سے اس کا جواب بھجا تو اس کے شروع میں لکھا کہ آپ کو السلام علیکم لکھنا چاہیے تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بظاہر یہ ایک معمولی سی بات نظر آتی ہے مگر اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپکو اپنی جماعت کی تعلیم وتادیب کا کتنا خیال تھا۔اور نظر غور سے دیکھیں تو یہ بات معمولی بھی نہیں ہے کیونکہ یہ ایک مسلّم سچائی ہے کہ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں ادب و احترام اور آداب کا خیال نہ رکھا جاوے تو پھر آہستہ آہستہ بڑی باتوں تک اس کا اثر پہنچتا ہے اور دل پر ایک زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے۔علاوہ ازیں ملاقات کے وقت السلام علیکم کہنا اور خط لکھتے ہوئے السلام علیکم لکھنا شریعت کا حکم بھی ہے۔‘‘

نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ دستور تھا کہ آپ اپنے تمام خطوط میں بسم اللہ اور السلام علیکم لکھتے تھے ۔اور خط کے نیچے دستخط کر کے تاریخ بھی ڈالتے تھے ۔میں نے کوئی خط آپ کا بغیر بسم اللہ اور سلام اور تاریخ کے نہیں دیکھا۔اور آپ کو سلام لکھنے کی اتنی عادت تھی کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ ایک دفعہ کسی ہندو مخالف کو خط لکھنے لگے تو خود بخود السلام علیکم لکھا گیا۔جسے آپ نے کاٹ دیا۔لیکن پھر لکھنے لگے تو پھر سلام لکھا گیا چنانچہ آپ نے دوسری دفعہ اُسے پھر کاٹا لیکن جب آپ تیسری دفعہ لکھنے لگے تو پھر ہاتھ اسی طرح چل گیا۔آخر آپ نے ایک اور کاغذ لے کر ٹھہر ٹھہر کر خط لکھا۔یہ واقعہ مجھے یقینی طور پر یاد نہیں کہ کس کے ساتھ ہوا تھا لیکن میں نے کہیں ایسا دیکھا ضرور ہے اور غالب خیال پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا تھا۔واللہ اعلم

(سیرۃ المہدی،جلد اوّل،مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جس طرح مردوں کیلئے نیک کام کرنا، نیکیاں بجالانا ضروری ہے اُسی طرح عورتوں کیلئے بھی اور نوجوان لڑکیوں کیلئے بھی، بڑی عمر کی عورتوں کیلئے بھی، بچیوں کیلئے بھی اپنے اپنے دائرے میں نیک کام کرنا اور نیکیوں کی تلقین کرنا اور برائیوں سے رُکنا اور برائیوں سے روکنا ضروری ہے

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، والدین، رشتہ داروں اور ہمسایوں سے حسن سلوک، اسی طرح امانت اور عہدوں کی حفاظت، سچائی کے اظہار، عاجزی، حسن ظن، شکر، احسان وغیرہ نیکیوں کو اپنانے کی تاکیدی نصیحت، اسی طرح دوسروں پر عیب لگانے، بغیر علم کے بات کرنے، غیبت اور جھوٹ جیسی برائیوں سے بچنے کیلئے اہم نصائح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ نے جو عہد بیعت باندھا ہے وہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اپنے بچوں کو، اپنی نسلوں کو جماعت کے ساتھ اس طرح جوڑ دیں کہ وہ جماعت کی خاطر ہمیشہ قربانیاں کرتے چلے جائیں

اسلام کی تبلیغ کرنے کا جہاد ہے جو ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ کرنا ہے اور اس میں عورت کا بڑا اہم کردار ہے جو اُس نے ادا کرنا ہے چاہے وہ نوجوان ہے یا بچی ہے یا بڑی عمر کی عورت

جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ایمان افروز تذکرہ

لجنہ اماءاللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مئی مارکیٹ منہائم میں 17 ستمبر 2011ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ (آل عمران:111)

یعنی تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدے کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ پھر چند آیتیں آگے جا کر اللہ تعالیٰ ان باتوں کا دوبارہ ذکر کرنے کے بعد اعادہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ (آل عمران: 114) یعنی نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں۔ اور یہ نیک کام سرانجام دینے کی وجہ سے اور برائیوں سے روکنے کی وجہ سے فرمایا وَ اُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ یعنی یہ لوگ نیکوں میں سے ہیں۔ یہی لوگ اصل نیک شمار ہوتے ہیں جو کہ یہ نیک کام کرنے والے ہیں۔

اب یہ حکم اُمّت کیلئے ہے۔ اگر ہم جائزہ لیں تو کیا مسلم اُمّہ میں ہمیں یہ باتیں نظر آتی ہیں جسکے بعد کہا جائے کہ وہ خیرِ امّت ہے، سب سے بہترین امّت ہے۔ بلکہ آج کل تو مغربی دنیا بھی، میڈیا بھی اتنا زیادہ مسلمانوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اُن کے نقائص ظاہر کر رہا ہے اور اس میں حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ برائیاں اُن میں ہیں۔ تو پھر کون وہ خیرِ امّت ہے جو سب سے بہتر ہے اور سب انسانوں کے فائدے کیلئے ہے جو نیکیوں کی تلقین کرنے والے ہیں اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔ وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو مانا اور یہ عہد کیا کہ ہم اُن تمام باتوں پر عمل کریں گے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور تمام اُن باتوں سے رکیں گے جن سے رکنے کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور نیکیوں کو آگے بڑھائیں گے۔ اپنے اندر بھی نیکیاں رائج کریں گے۔ اپنے گھروں میں بھی نیکیاں رائج کریں گے۔ اپنے ماحول میں نیکیاں رائج کریں گے اور معاشرے میں بھی رائج کریں گے اور جس ملک میں رہ رہے ہیں وہاں بھی رائج کریں گے۔ اور یوں پھیلتے پھیلتے ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں نیکیوں کو رائج کرنا ہے اور برائیوں کو روکنا ہے۔

اُمّت کا لفظ یہاں استعمال ہوا ہے اور اُمّت میں مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں۔ یہ فرض جو ہے جس طرح مردوں کا ہے اُسی طرح عورتوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ عورت میری امّت سے باہر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت سے باہر ہے۔ عورتیں بھی اُسی طرح سب کام کرنے کی ذمہ وار ہیں جس طرح مرد ذمہ وار ہے اور اگر عورتیں اس فریضے کو انجام نہیں دے رہیں تو تب وہ اُمّت سے باہر نکل جاتی ہیں۔ یہ اُمّت میں شامل ہونے والوں کی ایک نشانی بتائی گئی ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ جس طرح مردوں کیلئے نیک کام کرنا، نیکیاں بجالانا ضروری ہے اُسی طرح عورتوں کیلئے بھی اور نوجوان لڑکیوں کیلئے بھی، بڑی عمر کی عورتوں کیلئے بھی، بچیوں کیلئے بھی اپنے اپنے دائرے میں نیک کام کرنا اور نیکیوں کی تلقین کرنا اور برائیوں سے رُکنا اور برائیوں سے روکنا ضروری ہے۔ جس طرح مرد برائیاں کر کے اس دائرے سے باہر نکل جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ اسی طرح عورتیں بھی اُس دائرے سے باہر نکل جاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ عورت بھی خیرِ امّت کا حصہ ہے۔ اور کونسی عورت ہے جو خیرِ امّت کا حصہ ہے؟ وہ عورت وہ ہے جو اس بات کو سمجھ لے کہ میں مسلمان ہوں اور میں نے تمام اُن باتوں پر عمل کرنا ہے جن کے کرنے کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

ابھی آپ نے قرآنِ کریم کی تلاوت سنی۔ سچ بولنے والیاں، نیکیاں قائم کرنے والیاں، روزے رکھنے والیاں، اپنی حفاظت کرنے والیاں، یہ جو ساری چیزیں ہیں اور جو باتیں ہیں یہ جس طرح مومن مرد میں ہونی ضروری ہیں مومن عورتوں میں بھی ضروری ہیں۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ پھر یہی نہیں کہ آپ میں یہ سب چیزیں پیدا ہوگئیں تو بس۔ بلکہ فرمایا کہ تم لوگ لوگوں کی بھلائی کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک مومن مرد اور ایک مومن عورت سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے۔ ایک مومنہ اگر ہمیشہ مومنہ ہونے کا حق ادا کر رہی ہے تو چاہے وہ بچی ہے، چاہے وہ نوجوان لڑکی ہے، چاہے وہ بڑی عمر کی عورت ہے اُس سے دوسرے کو بھلائی اور خیر پہنچنی چاہئے، دوسرے کو فائدہ پہنچنا چاہئے۔ اگر فائدہ نہیں پہنچا رہیں تو پھر سوچیں، غور کریں۔ بڑے فکر کا مقام ہے کہ آپ اُمّت کے اُن لوگوں میں شامل نہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم خیرِ امّت ہو اور جنہوں نے اِس زمانے میں پھر اُس عہد کی تجدید کی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی تمام برائیوں کو چھوڑتے ہیں اور تمام نیکیوں کو اختیار کریں گے اور اُن حکموں پر چلنے کی کوشش کریں گے جن پر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ پس ایک حقیقی مومنہ کبھی کسی دوسرے کا برا نہیں چاہ سکتی۔ جب بھی اُسکے سامنے کوئی آئے گا اُس کو یہ پتہ ہوگا کہ مجھے اس سے سوائے خیر کے، بھلائی کے اور فائدے کے اور کچھ نہیں ملنا۔ یہ تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ مجھے کسی مومنہ عورت سے کوئی نقصان پہنچ سکے کیونکہ یہ نیکیوں کی ہدایت کرنے والی ہیں اور برائیوں سے روکنے والی ہیں۔ لیکن نیکیوں کی ہدایت کرنے کیلئے پہلے خود نیکیوں کو اختیار کرنا ہوگا۔ نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بات نہ کہو جو تم کرتے نہیں۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصّف:30) جو تم کرتے نہیں اُس کو کیوں کہتے ہو۔ پس ظاہر ہے کہ نیکیوں کی تلقین جب کرنی ہے تو پھر اپنے آپ کو بھی اُن نیکیوں میں اس طرح ڈبونا ہے کہ آپ سے ہر وقت خیر ہی خیر کے چشمے پھوٹتے ہوں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہوتی ہو۔

حقوق اللہ کیا ہیں؟ نماز ہے، روزہ ہے، زکوۃ ہے، حج ہے جس کو توفیق ہے۔ لیکن نماز تو بہرحال فرض ہے۔ پھر توحید کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کیلئے کوشش ہے۔ ایک احمدی یہ عہد کرتا ہے، ابھی آپ نے عہد دہرایا کہ میں ان تمام نیکیوں کی کوشش کرتی رہوں گی۔ تو اگر عہد دہرانے کے بعد بھی جب یہاں سے اُٹھ کر جائیں اور سب کچھ بھول جائیں تو خیرِ امّت میں شمار نہیں ہوسکتیں۔ اپنے نفس کے بتوں کو توڑنا ہے تبھی توحید کا قیام ہوسکتا ہے۔ شرکِ خفی، بعض چھپے ہوئے شرک ہوتے ہیں جو ظاہری بتوں کے شرک نہیں ہوتے لیکن اندر ہی اندر انسان کو کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اچھا نماز نہ پڑھو۔ آج فلاں دعوت پر جانا ہے، فلاں فنکشن پر جانا ہے، فلاں سہیلی کے گھر جانا ہے، وہاں چلے جاؤ۔ وضو نہ کرو، تمہارا میک اَپ نہ خراب ہوجائے۔ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی یہ شرکِ خفی ہے۔

پھر حقوق العباد ہیں۔ والدین سے احسان کا سلوک ہے۔ اب سب سے زیادہ والدین سے احسان کے سلوک کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اُن سے کرو

اور اُن کیلئے دعا کرو کہ جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا، مجھے پالا پوسا اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔ اور یہ دعا اُن کی زندگی میں بھی ہوسکتی ہے، اُن کے مرنے کے بعد بھی ہوسکتی ہے۔ ایک مستقل دعا ہے۔ اگر ہر بچہ، ہر نوجوان، ہر عورت یہ دعا کر رہی ہوگی تو خود بھی اُس کو احساس ہو رہا ہوگا۔ جو بچوں والیاں ہیں جب وہ اپنے والدین کیلئے دعا کر رہی ہوں گی تو اُن کو خود بھی احساس ہوگا کہ ہم نے بھی دعا لینی ہے۔ ہمیں بھی ان نیکیوں پر قائم ہونے کی ضرورت ہے جو ہمیں ان دعاؤں کا حقدار بنائیں۔ یہ ایک ایسی دعا ہے جس کو اگر غور سے پڑھا جائے اور غور سے دعا کی جائے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی کبھی کسی کی برائی چاہنے والی ہو۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس دعا میں اگر آپ غور کریں تو ہمارے ہاں جو ساس بہوؤں کے مسئلے پیدا ہو جاتے ہیں وہ بھی حل ہو جاتے ہیں۔ بہو جب اپنے والدین کیلئے دعا کر رہی ہوگی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تمہارے جو رِحمی رشتے دار ہیں خاوند کی طرف سے وہ بھی تمہارے ماں باپ ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ نمبر 180-179، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) بلکہ اللہ کے رسول نے فرمایا۔ پس اُن کیلئے بھی دعا ہو رہی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان پر بھی رحم فرمائے۔ میرے خاوند کے ماں باپ پر بھی رحم فرمائے۔ میرے ماں باپ پر بھی رحم فرمائے۔ ماں باپ جو ہیں جب یہ دعا کر رہے ہوں گے تو وہ اپنے بڑوں کیلئے دعا کر رہے ہوں گے اور یہ سوچ کر کر رہے ہوں گے کہ اسی طرح ہمارے بچے بھی ہمارے لئے دعا کر رہے ہیں تو ہم نے بھی اُن کی دعاؤں کا وارث بننا ہے، اُن کا فائدہ اُٹھانا ہے تو ہم بھی اُن سے نیکیاں کریں۔

پھر رشتہ داروں سے حسنِ سلوک ہے۔ یہ ایک بہت اہم چیز ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر بعض رشتوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ ایک نیکی جو ہے جس کا اللہ تعالیٰ ثواب دے رہا ہوتا ہے اُس سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ رشتے داروں سے حسنِ سلوک کی نیکی رہے تو عموماً میں نے دیکھا ہے کہ گھروں میں جو رشتے برباد ہوتے ہیں، ٹوٹتے ہیں، خاوند اور بیوی کی آپس میں جو لڑائیاں ہوتی ہیں وہ نندوں اور بھابھیوں کی لڑائیاں ہیں، ساس اور بہو کی لڑائیاں ہیں۔ اگر ایک دوسرے سے حسنِ سلوک کر رہے ہوں گے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی قسم کی ایک دوسرے کے خلاف رنجشیں پیدا ہوں، برائیاں پیدا ہوں۔ پس یہ بھی نیکیوں میں آگے بڑھنے والی مومنات کا کام ہے کہ اپنے رشتوں کا بھی پاس اور خیال رکھیں۔

پھر ہمسایوں سے حسنِ سلوک ہے۔ یہاں کے جو جرمن ہمسائے ہیں، نہ جاننے والے اُن سے تو آپ حسنِ سلوک اسی کو سمجھتے ہیں کہ ہمارا ان سے تعلق نہیں، واسطہ نہیں۔ پھر قریبی ہمسائے آپ کے جماعت کے ممبران بھی ہیں اُن سے حسنِ سلوک ہے۔ لیکن جرمنوں سے بھی حسنِ سلوک ضروری ہے۔ ہر ایک ہمسایہ چاہے وہ عیسائی ہے، چاہے وہ ہندو ہے، چاہے سکھ ہے یا بدھ ہے، یہودی ہے یا مسلمان ہے ان سے حسنِ سلوک ہوگا تو آپ لوگ نیکیوں کو پھیلانے والے ہوں گے اور ان نیکیوں کو پھیلانے کی وجہ سے اپنے تبلیغ کے میدان کو وسیع کر رہے ہوں گے۔ پس یہاں بھی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سو کوس تک یعنی سو سومیل تک تمہارے ہمسائے ہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ تمہاری ہمسائیگی صرف اس حد تک ہے کہ تمہارے گھر کے ساتھ جڑی دیوار والا تمہارا ہمسایہ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ نمبر 214-215، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)۔ جماعت کے تمام افراد تمہارے ہمسائے ہیں۔ جہاں آپ اِس وقت بیٹھی ہوئی ہیں، تین چار ہزار، پانچ ہزار جتنی بھی تعداد ہے ہر ایک جو بیٹھی ہے ہر دوسری اُسکی ہمسائی ہے اور یہ ہمسائیگی کا حق آج کیلئے نہیں، یہ ان تین دنوں کیلئے نہیں بلکہ اب اس ہمسائیگی کے حق کو مستقل آپ نے نبھانا ہے۔ اس سوچ کو وسیع کریں گی تو پھر دیکھیں کیسا حسین معاشرہ آپ پیدا کرنے والی ہو جائیں گے۔ وہ خوبصورت معاشرہ پیدا کرنے والی ہو جائیں گی جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے اور جس کو پیدا کرنے کیلئے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ وہ معاشرہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا فرمایا تھا۔ ایک دوسرے کی خاطر قربانی کرنے والا معاشرہ اور یہ اسلام کی خوبی ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ اپنے حق لو۔ اسلام کہتا ہے کہ حقوق العباد ادا کرو۔ ہر ایک جو ہے دوسرے کا حق ادا کرے۔ جب ہر ایک دوسرے کا حق ادا کرنے والا ہوگا تو وہاں یہ قانون نہیں بنے گا جس طرح ملکوں کے دنیاوی قانون بنتے ہیں کہ ہم نے حق لینا ہے۔ ہمیں عورتوں کا حق چاہئے۔ ہمیں آزادی چاہئے۔ ہمیں ووٹ کا حق چاہئے۔ ہمیں فلاں چیز کا حق چاہئے۔ بلکہ جب آپ کی یہ سوچ ہوگی کہ ہم نے حق دینے والا بننا ہے تو ہر ایک دوسرے کا حق ادا کر رہا ہوگا۔ اور جب ہر ایک دوسرے کا حق ادا کر رہا ہوگا تو یہ سوچ کبھی اُبھر ہی نہیں سکتی کہ ہمارے حق ادا کرو۔ پس یہ سوچ ہر احمدی کی ہونی چاہئے اور خاص طور پر عورتوں کی جنہوں نے اگلی نسلوں کو پروان چڑھانا ہے۔

پھر امانت اور عہد کی حفاظت ہے۔ ایک بہت بڑی بیماری جو مردوں میں بھی ہوتی ہے لیکن عورتوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے کہ جب مجلس میں بیٹھتی ہیں تو اُس کی امانت کا حق ادا نہیں کرتیں۔ آپ کی دوست ہیں، سہیلیاں ہیں یا جماعت کی کوئی مجلس ہے، اس میں جب آپ آئیں تو وہاں جو باتیں سنیں اُس کو اپنے تک محدود رکھیں۔ جب آپ اُس بات کو آگے جا کے کسی اور سے کرتی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے امانت کا حق ادا نہیں کیا اور اُس کی حفاظت نہیں کی۔ بعض جماعتی باتیں ہیں، بعض مسائل ہیں، بعض لوگوں کے بعض تربیتی مسائل عاملہ میں ڈسکس ہوتے ہیں۔ بعض بچیوں کے مسائل عاملہ میں ڈسکس ہو جاتے ہیں۔ اگر عاملہ ممبر یا کوئی بھی عورت یا نوجوان لڑکی پر شک ہو، اگر اُس کو گواہی کیلئے بلایا جاتا ہے اور وہ اُس گواہی کو یا اُس بات کو اپنے تک محدود نہیں رکھتی اور اگر کوئی باتیں کسی دوسرے کے بارے میں پتہ لگتی ہیں اور اُن کو دوسروں تک پھیلاتی ہیں یا باہر جا کے کسی اور سے ذکر کرتی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اُس نے امانت کا حق ادا نہیں کیا اور جب امانت کا حق ادا نہیں کیا تو آپ ان لوگوں میں شامل نہیں ہوسکتیں جو خیرِ امّت کہلانے والی عورتیں ہیں۔

پھر عہد کی حفاظت ہے۔ ایک عہد، عہدِ بیعت آپ نے باندھا ہے۔ پھر ہر اجلاس میں آپ لجنہ کا عہد دہراتی ہیں۔ ناصرات ہیں، ناصرات کا عہد دہراتی ہیں۔ دس سال سے اوپر کی لڑکیاں جو ہیں اُن کو اتنی عقل ہوتی ہے کہ وہ سمجھ جائیں کہ ہم نے کیا کہنا ہے، کیا کرنا ہے، کس طرح اپنی زندگی گزارنی ہے۔ اگر اپنے عہد نہیں پورے کرتیں تو وہ بھی غلط کرتی ہیں۔

پھر سچائی کا اظہار ہے۔ سچائی کے اظہار کا یہ مطلب نہیں کہ بدّوؤں کی طرح جو بات منہ میں آئے ہم نے سچ کہہ دیا۔ ہم بہت سچے ہیں۔ ہم نے کسی کے منہ پر کھڑے ہو کے مجلس میں یہ کہہ دیا کہ تمہارے میں یہ یہ برائی ہے۔ اگر وہ برائی ہے بھی تو تب بھی تمہیں کہنے کا حق نہیں ہے۔ یہ سچائی نہیں ہے۔ سچائی یہ ہے کہ جب تمہیں کسی گواہی کیلئے بلایا جائے تو وہاں تم جو سچ ہے اور حق ہے وہ کہو اور پھر اُسکے بعد تمہارا کوئی حق نہیں بنتا کہ تم جا کے پھر اُس بات کو باہر لوگوں میں کرتے پھرو۔ پھر سچائی کا اظہار یہ ہے کہ اگر اپنے بچے بھی کوئی غلط کام کر رہے ہیں اور جماعتی ذریعے سے پوچھا جاتا ہے یا کہیں بھی پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے بچے نے غلط کام کیا تو سچی گواہی دو کہ ہاں یہ غلط کام کیا اور میں اس سے کراہت اور نفرت کا اظہار کرتی ہوں۔ اگر نہیں تو یہاں بھی سچائی کا اظہار نہیں ہے۔

پھر امانتوں کا حق ادا کرنا ہے۔ امانتوں کے حق ادا کرنے میں پہلے تو امانت کی حفاظت تھی۔ اب یہاں حق ادا کرنا ہے، اور حق ادا کرنے میں عہدیداران بھی شامل ہیں، اپنے حلقے کی، اپنے محلے کی، اپنی گلی کی چھوٹے سے چھوٹے لیول کی جو عہدیدار ہے اُس سے لے کے مرکزی عہدیدارات تک جتنی ہیں اُن سب کا یہ فرض ہے کہ اس کا حق ادا کریں اور حق ادا کرنا یہ ہے کہ جو کام سپرد کیا گیا ہے اُس کو صحیح طرح بجالائیں اور اگر کوئی راز کی بعض باتیں ہیں تو اُن کو اپنی حد تک محدود رکھیں جیسے پہلے مَیں نے کہا تھا۔

پھر انتخابات ہوتے ہیں۔ انتخابات جب ہو جاتے ہیں اُس کے بعد رپورٹیں آتی ہیں کہ جی فلاں نے یہ کہہ دیا۔ فلاں اس طرح تھی اور فلاں اس طرح تھی اور ہم نے ووٹ دے دیئے۔ اگر آپ لوگوں نے غلط عورت کو ووٹ دے دیئے، غلط عہدیدار کو ووٹ دے دیئے تو یہ آپ لوگوں کا قصور ہے۔ اسی طرح جب صدرات بنتی ہیں اگر صدرات اپنی عاملہ میں ایسی عورتوں کو نہیں چنتیں جو اس کام کو بجالانے کی حقدار ہیں یا جو قواعد بنے ہوئے ہیں اُن پر پورا نہیں اُترتیں۔ مثلاً مَیں نے کہا ہے کہ پردہ ایک ضروری چیز ہے اور جو عورت پردہ نہیں کرتی اُس کو کسی قسم کا عہدہ نہیں دینا۔ تو اگر صدرات جو ہیں اس قسم کی عورتوں کو اپنی عاملہ میں رکھتی ہیں تو وہ امانت کا حق ادا نہیں کر رہیں۔ غرض کہ امانت کے حق ادا کرنے کی بہت ساری چیزیں ہیں۔ ان میں باریکی میں جا کے آپ کو دیکھنا چاہئے۔ تبھی آپ ان لوگوں میں ہوسکتی ہیں جو خیرِ امّت ہوں گی۔

پھر دوسرے کی خاطر قربانی کرنا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جو حق دینا ہے وہ اسلام کہتا ہے کہ حق ادا کرو۔ یہ نہیں کہ اپنے حق چھینو۔ تم حق ادا کرو۔ ہر ایک اپنا حق ادا کرے گا۔ قربانی کا جذبہ ہوگا تو یہ حق ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔ پس ایک دوسرے کی خاطر بھی قربانیاں ہونی چاہئیں۔ پھر اُسی سے بات آگے بڑھتی ہے اور جماعت کی خاطر قربانی کی توفیق ملتی ہے۔

پھر عاجزی دکھانا ہے۔ عاجزی دکھانا بھی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے۔ ابھی نظم بھی آپ نے سنی۔

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18)

یہ عاجزی جو ہے بہت ضروری ہے۔ کسی کو یہ زعم کہ میرے پاس دس پیسے زیادہ ہیں۔ کسی کو یہ زعم کہ میرے پاس زیور زیادہ ہے۔ کسی کو یہ زعم کہ میری تعلیم زیادہ ہے۔ کسی کو یہ زعم کہ میرے بیٹے ہیں اور دوسرے کے بیٹے نہیں ہیں تو وہاں بھی تکبر کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہ چیزیں جو ہیں اسلام کو انتہائی ناپسند ہیں۔ پھر بہت سارے معاملات ہیں، کسی بھی قسم کی خدمت ہے وہ عاجزی سے کرتے رہنا چاہئے۔

پھر حسنِ ظن کرنا ہے۔ بدظنی جو ہے وہ ایک ایسی برائی ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے اور فتنہ وفساد کی جڑ ہے۔ اگر یہ بدظنیاں دور ہو جائیں تو بہت سارے مسائل جو گھریلو جھگڑوں میں بھی اور اپنے معاشرے کے جھگڑوں میں بھی پیدا ہوتے ہیں وہ سب ختم ہو جائیں۔ یہ مَیں چند موٹی موٹی وہ باتیں بتا رہا ہوں جو مَیں نے چنیں جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔

پھر شکر کی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو وہ تمہیں اور دے گا۔ تمہارے پر نعمتوں کو بڑھاتا چلا جائے گا۔ پس اپنی گھریلو زندگی میں بھی اُس کا شکر ادا کریں۔ اپنے خاوندوں کی کمائی دیکھیں۔ اُن کے اندر خرچوں میں رہ کے گزارہ کریں، گھر چلائیں، اُس کا شکر ادا کریں۔ خاص طور پر بعض نئی شادی شدہ لڑکیوں کے بعض مسائل مجھے آ جاتے ہیں۔ کہاں تک یہ صحیح ہے یا غلط ہے لیکن لڑکا لڑکی پر الزام لگا رہا ہوتا ہے اور لڑکی لڑکے پر۔ لڑکے کا الزام یہ ہوتا ہے کہ اس کا مطالبہ بہت زیادہ ہے اور بعض دفعہ

یہ صحیح ثابت ہوتا ہے کہ لڑکیاں کہتی ہیں کہ یہ ہماری ڈیمانڈ پوری نہیں کرتا۔ یہ ہر مہینے یا ہر ہفتے ہمیں بیوٹی پارلر نہیں لے کے جاتا۔ بیوٹی پارلر جانا تو ایک احمدی عورت کا یا احمدی لڑکی کا مقصد نہیں ہے۔ اگر کسی کے پاس توفیق نہیں ہے تو کس طرح لے جا سکتا ہے؟ اپنی حدوں کے اندر رہ کر گزارہ کریں تو تبھی رشتے قائم رہ سکتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم شکر کرو گے تو مَیں تمہیں بڑھاؤں گا۔ ہر نیا جوڑا جو اپنی نئی زندگی شروع کرتا ہے اُسکی ابتدا تھوڑے سے ہی ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے اور آہستہ آہستہ جوں جوں زندگی گزرتی ہے تجربہ حاصل ہوتا ہے مردوں کی آمدنیاں بھی بڑھتی رہتی ہیں اور وسائل بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ پس یہ نوجوان لڑکیوں کو خاص طور پر مَیں کہتا ہوں کہ صبر اور حوصلے اور شکر کی عادت ڈالیں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے رشتے بھی قائم رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بھی وارث بنتی چلی جائیں گی۔ اور اُن لوگوں میں شمار ہوں گی جن کو پھر اللہ تعالیٰ پیار کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اپنے عہد پورے کرنے والی ہوں گی۔

پھر معاف کرنے کی عادت ہے۔ یہ بھی بہت ضروری ہے۔ انصاف کرنا ہے۔ انصاف کیا ہے؟ انصاف کا اللہ تعالیٰ نے یہاں تک حکم فرمایا ہے کہ اگر تمہیں اپنے قریبی عزیزوں اور اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو گواہی دو۔ یہ انصاف ہے جس کو ہم نے قائم کرنا ہے۔ اگر جماعت احمدیہ میں یہ انصاف نہیں رہے گا تو پھر جماعت احمدیہ کا بھی کوئی مقصد نہیں ہے یا کم از کم اُس شخص کا جماعت میں رہنے کا کوئی مقصد نہیں ہے جو انصاف قائم نہیں کرتا۔ اگر یہ بے انصافی عہدیداروں سے ہو رہی ہے تو وہ بھی ذمہ دار ہیں۔ اگر آج یہاں نہیں پکڑے جاتے، نظام کی نظر میں نہیں آتے تو اللہ تعالیٰ کے حضور تو پکڑے جائیں گے۔ اس لئے یہ انصاف آپ لوگوں نے قائم کرنا ہے۔ پس اس کی کوشش کریں۔

پھر احسان کرنا ہے۔ صرف انصاف نہیں کرنا بلکہ احسان ہونا چاہئے۔ ایک دوسرے سے پیار محبت کا سلوک ہونا چاہئے۔ اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچاتا ہے تو آپ اُس سے پیار کا سلوک کریں شاید اسی سے اُس کی اصلاح ہو جائے اور اگر نہیں بھی ہوگی تو کم از کم اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ موردِ ثواب بن جائیں گے۔

پھر خوش خلقی ہے۔ یہ بہت اعلیٰ خلق ہے۔ ہنس کے ملنا، مسکرا کے ملنا، سلام کرنا۔ پھر صفائی ہے اس کا خیال کرنا۔ احمدیوں میں مسلمانوں میں صفائی کی طرف جتنی توجہ دلائی گئی ہے وہ صرف ظاہری صفائی ہی نہیں ہے۔ اپنے گھروں کی صفائی بھی ہونی چاہئے۔ اپنے ماحول کی صفائی بھی ہونی چاہئے۔ اپنے ذہنوں کی صفائی بھی ہونی چاہئے۔ کوئی گندے خیالات، کوئی فضول چیزیں آپ کے ذہنوں میں نہ آئیں۔

غصے پر قابو پانا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ غصے پر قابو پاؤ۔ پھر برائیاں کون کونسی ہیں جن سے خود بھی رُکنا ہے اور دوسروں کو بھی روکنا ہے۔ کنجوسی، بخل جو ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے یہ ایک بہت بڑی برائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت احمدیوں کی، احمدی عورتوں کی تو خاص طور پر ایسی ہے جنہوں نے کم از کم جماعتی قربانی کیلئے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ جب بھی کچھ کہا گیا بڑھ کے اپنی جیبیں خالی کیں بلکہ اپنے خاوندوں کی بھی جیبیں خالی کر دیں، بعد میں بیشک خاوند اُن سے لڑتے رہیں۔ لیکن بعض ایسی بھی ہیں جو ذاتی اخراجات تو کر سکتی ہیں لیکن قربانی نہیں کر سکتیں۔ قربانی کرنے والی جیبیں جو ہیں وہ محدود ہیں ان میں اضافہ ہونا چاہئے۔

پھر عیب لگانا یہ بھی ایک برائی ہے۔ دوسرے پر بلاوجہ کسی بات کا عیب لگا دیا۔ اس سے ایک تو رشتوں میں دراڑیں پڑتی ہیں اور پھر معاشرے میں گندگی بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس سے اصلاح نہیں ہوتی۔ اس سے بچنے کی بہت ضرورت ہے۔

پھر تحقیر اور ہر ایک کا تمسخر ہے۔ مذاق بھی ہونے چاہئیں تو ایک حد تک ہونے چاہئیں۔ اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے ہونے چاہئیں۔ خاص طور پر نوجوان لڑکیاں بھی غور سے سُن لیں۔ دس، بارہ، پندرہ سال کی لڑکیاں بھی بعض دفعہ آپس میں مذاق کرتی ہیں۔ بعض دفعہ بڑی عورتیں بھی کر دیتی ہیں لیکن ایسا مذاق نہیں ہونا چاہئے جس میں تمسخر ہو۔

پھر حسد ہے۔ یہ بہت بڑی برائی ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ جب حسد سے بچیں گی تو حسد سے بچنے کی تلقین بھی کر سکیں گی۔ فضول خرچی کی بات میں پہلے ہی کر آیا ہوں کہ اپنے پاؤں اُتنے ہی پھیلائیں جتنی چادر ہے۔ اس سے زیادہ بڑھیں گی تو گھروں میں فساد پیدا ہوں گے۔

پھر لغو باتیں ہیں۔ ان لغو باتوں کے لئے مَیں خاص طور پر بچوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ لغو باتیں صرف وہ باتیں ہی نہیں جو بڑی بوڑھیاں بیٹھ کر کرتی ہیں۔ وہ تو کرتی ہیں اُن کو اس سے روکنا ہی ہے، لیکن دس بارہ سال کی عمر کی لڑکیوں سے لے کے نوجوان لڑکیوں تک کیلئے جو ٹی وی اور انٹرنیٹ ہے یہ آج کل لغویات میں شامل ہو چکا ہے۔ اگر آپ لوگ سارا دن ایسے پروگرام دیکھ رہی ہیں جس میں کوئی تربیت نہیں ہے تو یہ لغویات ہے۔ انٹرنیٹ جو ہے، اُس میں بعض دفعہ ایسی جگہوں پر چلی جاتی ہیں جہاں سے پھر آپ واپس نہیں آ سکتیں اور بے حیائی پھیلتی چلی جاتی ہے۔ بعض دفعہ ایسے معاملات آ جاتے ہیں کہ غلط قسم کے گروہوں میں لڑکوں نے لڑکیوں کو کسی جال میں پھنسا لیا اور پھر اُن کو گھر چھوڑنے پڑے اور اپنے خاندان کیلئے بھی، جماعت کیلئے بھی بدنامی کا باعث ہوئیں۔ اس لئے انٹرنیٹ وغیرہ سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ اسکے علاوہ بھی ذہنوں کو زہریلا کرنے کیلئے انٹرنیٹ پر بہت سارے پروگرام ہیں۔ ٹی وی پر بے حیائی کے بہت سارے پروگرام ہیں۔ ایسے چینل والدین کو بھی بلاک کر کے رکھنے چاہئیں جو بچوں کے ذہنوں پر گندے اثر ڈالتے ہوں۔ ایسے مستقل لاک (Lock) ہونے چاہئیں اور جب بچے ایک دو گھنٹے جتنا بھی ٹی وی دیکھنا ہے دیکھ رہے ہیں تو بیشک دیکھیں لیکن پاک صاف ڈرامے یا کارٹون۔ اگر غلط پروگرام دیکھے جا رہے ہیں تو یہ ماں باپ کی بھی ذمہ واری ہے اور بارہ تیرہ سال کی عمر کی جو بچیاں ہیں اُن کی بھی ہوش کی عمر ہوتی ہے، اُن کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس سے بچیں۔ آپ احمدی ہیں اور احمدی کا کردار ایسا ہونا چاہئے جو ایک نرالا اور انوکھا کردار ہو۔ پتہ لگے کہ ایک احمدی بچی ہے۔

پھر بغیر علم کے بات کرنا بھی ایک بڑی برائی ہے۔ کسی بات کا علم نہیں، سنی سنائی بات کر دی اور کسی کے خلاف جب الزام ہو جاتا ہے، عیب لگتا ہے اور سنا سنایا عیب لگ رہا ہوتا ہے تو بعد میں جب پوچھو، تحقیق کرو تو پتہ لگتا ہے کہ ہاں یہ بات ہوئی تھی، چھ سات سال پہلے ہوئی تھی۔ اُس موقع پر اُس عورت کو یا اُس شخص کو سزا بھی مل گئی تھی۔ اُس کی کارروائی بھی ہو گئی تھی۔ معافی بھی ہو گئی۔ اب دوبارہ جب وہ عورت عہدیدار بنائی گئی تو دوبارہ اُس کی شکایت اس لئے کر دی گئی کہ وہ پرانی باتیں اکھیڑی جائیں۔ یا کہہ دیا کہ مَیں نے تو صرف فلاں سے سنا تھا کہ اُس میں یہ برائی ہے۔ یہ جو ہے یہ غلط قسم کی بات ہے۔ حدیث میں یہ آیا ہے کہ سنی سنائی بات جو ہے بالکل غلط چیز ہے۔ خود آنکھوں دیکھی جو بات ہو اُس کو بھی محتاط طریقے سے کرنا چاہئے۔ کجا یہ کہ سنی سنائی باتیں پھیلا دیں۔

غیبت ایسی بیماری ہے، اُس کے بارے میں فرمایا کہ تم گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہو۔ کیا کوئی پسند کرتی ہے کہ اپنی مردہ بہن کا گوشت کھائے۔ اگر تمہیں یہ پسند نہیں تو پھر غیبت بھی نہ کرو۔ کسی کی برائیاں اُس کی پیٹھ پیچھے نہ کرو۔ اگر برائیاں کر رہی ہو تو یہ اسی طرح ہیں جس طرح مردہ کا گوشت کھا لیا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ تم سمجھو کہ تم اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے کباب بنا کر کھا رہے ہو۔ (ماخوذ از حقائق الفرقان جلد نمبر 4 صفحہ 7 مطبوعہ ربوہ) کیا تمہیں کراہت نہیں آئے گی۔ اس وقت شاید بعض حسّاس طبیعتیں ایسی ہوں جن کو اس بات کو سن کے متلی شروع ہو جائے۔ لیکن جب غیبت کر رہی ہوتی ہیں تو اُس وقت بڑے مزے لے لے کے، چسکے لے کے باتیں کر رہی ہوتی ہیں۔ اور غیبت یہی ہے کہ اگر کسی میں کوئی برائی ہے تو اُس کی پیٹھ پیچھے اُس کا ذکر کرنا جس سے اُس کو تکلیف پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ برائی اُس میں ہے ہی نہیں اور تب بھی تم وہ بات کر رہے ہو تو یہ جھوٹ ہے کہ جھوٹی بات اُس کی طرف منسوب کر رہے ہو۔ (مسلم کتاب البر و الصلۃ والآداب باب تحریم الغیبۃ حدیث نمبر 6593) پس غیبت جو ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

جھوٹ ایک شرک ہے۔ جھوٹ بہت گندی عادت ہے۔ ہماری بچیوں کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جھوٹ سے بڑی برائی اَور کوئی نہیں ہے۔ اور جھوٹ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی بڑی بات میں جھوٹ بولنا۔ چھوٹی سی بات میں بھی آپ لوگ اگر غلط بیانی کرتے ہیں تو یہ جھوٹ ہے اور جھوٹ جو ہے آہستہ آہستہ پھیلتا چلا جاتا ہے اور پھر یہ اتنا پھیل جاتا ہے کہ آپ کو ہر بات میں گول مول بات کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ جھوٹ بولنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ کبھی سیدھی اور قولِ سدید کی بات نہیں کرتیں اور یہی بڑے ہو کر جب پکی عادتیں ہو جاتی ہیں تو پھر معاشرے میں فساد کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا تھا کہ ساری برائیاں تم چھوڑ دو۔ نہیں چھوڑ سکتے تو جھوٹ کی ایک برائی چھوڑ دو اور جب وہ جھوٹ کی برائی چھوڑی تو ساری برائیاں دور ہو گئیں۔ (ماخوذ از التفسیر الکبیر للامام رازی جلد نمبر 16 صفحہ 176، تفسیر سورۃ التوبۃ زیر آیت یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ ...... دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء) پس بچیاں بھی یاد رکھیں کہ جھوٹ، ہلکا سا بھی جو جھوٹ ہے کبھی نہیں بولنا۔

پھر بعض دفعہ لوگ مایوسی میں آ جاتے ہیں خاص طور پر جماعتی لحاظ سے جو مایوسی ہے وہ تو بالکل نہیں ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت وعدے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ وعدے پورے ہونے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

معرفت بھی وہی فائدہ بخش ہو سکتی ہے جس سے انسان میں ایک تبدیلی بھی پیدا ہو
پس کامل معرفت کی تلاش کرنا شرط ہے اور وہ اس راہ سے میسّر آ سکتی ہے جو راہ انبیاء دنیا میں لائے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 592)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تماپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ
اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 68)

طالب دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترییور، صوبہ تامل ناڈو)

میں بعض واقعات بھی آپ کو سناؤں گا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ جماعت کو پھیلا رہا ہے۔ لیکن نوجوان لڑکیوں سے خاص طور پر مَیں کہتا ہوں کہ بعض انٹرنیٹ اور بعض لوگوں کی باتوں میں آ کے یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت جو ہے وہ ترقی نہیں کر رہی، یا کسی بھی قسم کی مایوسی کی باتیں اُن سے شروع ہو جاتی ہیں اور دشمن ہمارے اندر مایوسی پھیلانے کی کوشش کرتا ہے، مخالفین پھیلانے کی کوششیں کرتے ہیں اور یہ جو آجکل کا میڈیا ہے، خاص طور پر ویب سائٹس وغیرہ ان کے ذریعے بہت بیہودہ قسم کی باتیں ہوتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ذہنوں میں مایوسی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے اور مایوسی پیدا ہونے کے بعد دین سے دُور ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس معاملے میں بھی خیال رکھیں کہ کبھی کسی قسم کا مایوسی کا خیال نہیں آنا چاہئے۔

پس یہ چند باتیں جو مَیں نے کی ہیں ان کو اگر قائم رکھیں گی تو یہی نیکیاں ہیں جو آپ میں قائم رہ کر پھر آپ آگے ان نیکیوں کو پھیلانے کا ذریعہ بنیں گی۔ یہ برائیاں ہیں جن کو آپ اپنے اندر سے نکالیں گی تو ان برائیوں کو روکنے کا آپ ذریعہ بنیں گی۔

پھر ایک احمدی عورت، ایک احمدی بچی جب یہ باتیں اختیار کرے گی اور پھر آگے بڑھے گی تو اُن لوگوں میں شامل ہوگی جو صالحات کہلاتی ہیں جن کا ابھی آپ نے تلاوت میں بھی ذکر سنا۔ وہ صالحات بنیں گی جو خدا تعالیٰ کی پسندیدہ بندیاں ہیں۔ وہ عورتیں اور وہ بچیاں بنیں گی جن کو پھر اللہ تعالیٰ پیار کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والی ہوتی ہیں۔ وہ ہر وہ کام کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔ ہر اُس کام سے رکتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کیلئے خاص طور پر فرمایا، آپ نے ابھی تلاوت میں بھی سنا کہ اولاد کو قتل نہ کرو۔ اولاد کو کون قتل کرتا ہے۔ اولاد کے قتل کا مطلب ہی یہی ہے جو پہلے مَیں ذکر کر آیا ہوں کہ بچوں کی صحیح تربیت نہ کرنا، اُن کی غلط طور پر جانبداری سے اُن کی طرفداری کرنا، جانبداری سے اُنکی باتوں کو اہمیت دینا اور سچی بات کو چاہے وہ عہدیداروں کی طرف سے آ رہی ہو یا کہیں سے آ رہی ہو، باہر معاشرے سے آ رہی ہو اُس کو ردّ کر دینا، اُن کی تعلیم کی طرف پوری توجہ نہ دینا۔ بعض ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو بچوں کو سکول بھیجتی ہیں اور جب خاوند کام پر چلا گیا۔ تو خود بھی اگر پردے کا تھوڑا بہت لحاظ ہے تو شاید کوئی چادر اُٹھائی، سکارف اُٹھایا یا کوٹ پہنا اور چلی گئیں۔ نہیں تو ویسے ہی سر پر دوپٹہ رکھا اور ہمسایوں سے باتیں کرنے یا اِدھر اُدھر نکلتی چلی گئیں۔ سارا دن گھر سے باہر گزار کے شام کو واپس آئیں تو بچے بیچارے بعض دفعہ دودھ پی کے یا جوس پی کے یا کوئی سیب پھل کھا کے سو جاتے ہیں۔ پس ایسی عورتیں بھی ہیں۔ اپنی ذمہ واریوں کا احساس کرنا چاہئے۔ نہیں تو یہ اولاد کا قتل ہے۔ پھر اولاد بگڑتی ہے اور پھر وہ نہ اُن کے اپنے کام کی رہتی ہے، نہ جماعت کے کام کی رہتی ہے۔ اولاد بھی آپ کے پاس جماعت کی امانت ہے اور اس کا حق ادا کرنا بھی ہر ماں کا فرض ہے۔ پس اس طرف بھی توجہ رہنی چاہئے۔ ان کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہیں دے رہیں تو یہ بھی اولاد کا قتل ہے۔ ماں باپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بچے نماز پڑھ رہے ہیں کہ نہیں۔ دس سال کی عمر تک آہستہ آہستہ عادت ڈالنی چاہئے۔ دس سال کے بعد تھوڑی سی سختی بھی کرنی چاہئے اور اس عمر میں اگر بچوں کو عادت پڑ جائے اور بچوں کو خود بھی سوچنا چاہئے کہ ہم احمدی بچیاں ہیں، ہم نے اللہ تعالیٰ کا جو نماز پڑھنے کا حکم ہے، اُس کو اپنانا ہے اور اس طرف توجہ رکھنی ہے تو ماں باپ اس کی نگرانی رکھیں کہ بچیاں نمازیں پڑھ رہی ہیں کہ نہیں۔ کیونکہ مائیں ہی ہیں جو ایک عمر کے بعد اُنہی کو پتہ ہوتا ہے کہ بچی نے نماز پڑھنی ہے کہ نہیں پڑھنی۔ اور ویسے بھی تو وہ گھر میں رہنے والی ہیں۔ اسی طرح اپنے بچوں کی نگرانی کریں کہ بچے نماز پڑھ رہے ہیں کہ نہیں۔ پھر قرآنِ کریم پڑھنے کی نگرانی کی ضرورت ہے۔ قرآنِ کریم پڑھ رہے ہیں کہ نہیں۔ ایک دینی ماحول اپنے گھروں میں پیدا کریں گی تو تبھی خیرِ امّت میں شمار ہوں گی۔

پھر بچوں کے جو دوست ہیں اُن کی طرف بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے، چاہے وہ لڑکیوں کی دوست ہوں یا لڑکوں کے کہ کس قسم کے دوست ہیں؟ لڑکیوں کو لڑکوں سے دوستی نہیں کرنی چاہئے۔ لڑکیاں لڑکیوں کی دوست ہوں۔ لیکن لڑکیاں دوست بھی وہ ہوں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ تعلیمی لحاظ سے اگر دوست بنائی ہیں تو تعلیمی لحاظ سے اچھی ہوں۔ اخلاقی لحاظ سے اچھی ہوں۔ اسی طرح لڑکے ہیں اُنکی نگرانی کرنا ماؤں کا فرض ہے۔ اگر یہ نہیں کر رہیں تو پھر یہ بھی اولاد کا قتل ہے۔

پھر بعض گھروں میں جماعتی نظام یا جماعتی عہدیداروں کے خلاف باتیں کرنے کی، یا ویسے ہی تبصرے کرنے کی عادت ہے۔ اُس سے پھر بچوں کے ذہنوں میں غلط اثر پڑتا ہے اور جب غلط اثر پڑتا ہے تو آہستہ آہستہ وہ جماعت سے دور ہٹ جاتے ہیں۔ یہ بھی اولاد کا قتل ہے جو ایک عورت کر رہی ہوتی ہے۔ پس آپکی نظر میں اگر کسی بھی قسم کا عیب یا غلطی کسی کی ہے بھی تو اس قسم کی باتیں اپنے تک محدود رکھیں یا چھپ کر بات کریں۔ کبھی بچوں کے سامنے باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ پس ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ایک مومنہ پر ڈالی گئی ہے کیونکہ وہ گھر کی جو تربیت ہے اُسکی بھی ذمہ دار ہے اور ماحول کی بھی ذمہ دار ہے اور جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے اپنے معاشرے کی تربیت کی بھی ذمہ دار ہے۔ تبھی وہ خیرِ امّت میں شمار ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں کہا کہ مرد کی ذمہ داری ہے۔ مرد ادا کریں گے تو ثواب میں حصہ لیں گے بلکہ عورت بھی جب یہ ذمہ داری ادا کرے گی تو خیرِ امّت بن کے اپنے ان عملوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ثواب کی حقدار ٹھہرے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَـنَّةَ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ نَقِيۡرًا (النساء:125) اور جو لوگ خواہ مرد ہوں یا عورتیں، مومن ہونے کی حالت میں نیک کام کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن پر کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

پس اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو نیکیاں بجا لانے اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے اور برائیوں سے روکنے کیلئے ایک سطح پر کھڑا کر دیا ہے، ایک لیول پر کھڑا کر دیا ہے۔ جو جو یہ کام کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنے گا اور جنت کا وارث بنے گا۔ اور پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کی چکا چوند جو ہے کسی عورت کو کبھی ایمان سے نہ پھیرے۔ ایمان مضبوط ہوگا تو نیکیوں کی طرف توجہ بھی ہوگی۔ برائیوں سے بچنے کی کوشش بھی ہوگی۔ پس ہمیشہ اپنے ایمان کی سلامتی کیلئے بھی دعائیں مانگتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی ایک شرط ہے۔ تو پھر جب ایمان سلامت ہوگا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان جب کامل ہوتا جائے گا، جس جس طرح بڑھتا جائے گا اُسی طرح برائیوں سے نفرت ہوتی جائے گی اور نیکیوں کی طرف رغبت پیدا ہوتی جائے گی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد بھی ادا ہوں گے۔

کل میں نے خطبے میں کہا تھا کہ آجکل تلوار کا جہاد نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کے ہمیں یہی بتایا ہے کہ تلوار کا جہاد نہیں ہے۔ یہ جہاد جو ہم نے کرنا ہے اپنے اعلیٰ اخلاق سے کرنا ہے۔ نیکیوں کو پھیلا کے کرنا ہے۔ برائیوں کو روک کر کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید قائم کر کے کرنا ہے۔ اور یہ ساری چیزیں، یہ باتیں جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے مَیں نے قرآنِ کریم سے لی ہیں۔ کیا نیکیاں کرنی ہیں اور کیا اور برائیاں نہیں کرنی۔ قرآن، سنت اور حدیث کی روشنی میں ہم نے ان نیکیوں کو پھیلاتے چلے جانا ہے اور برائیوں سے خود بھی رُکنا ہے اور دنیا کو بھی روکتے چلے جانا ہے اور یہی جہاد ہے جو آجکل اس زمانے میں ضروری ہے۔ یہی جہاد ہے جس سے ہم اسلام کی تبلیغ کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ بہت ساری باتیں، بہت سارے دلائل آپ دنیا کو دیتے ہیں لیکن دنیا یہ دیکھتی ہے کہ خود آپ میں اُن پر عمل کرنے کی کس حد تک صلاحیت ہے اور کس حد تک کر رہی ہیں۔ اگر خود اپنے عمل ایسے نہیں تو اس بات کا کبھی کوئی اثر دنیا پر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ کہہ کر ایک بہت بڑی ذمہ داری ایک احمدی پر ڈالی ہے کہ اپنے عملوں سے تبلیغی میدان میں کود جاؤ۔ تمہارے عمل جو ہیں وہی ہیں جو تبلیغ میں اپنے معاشرے میں، اپنے ماحول میں اور جس قوم میں تم رہ رہے ہو، بہت بڑا کردار ادا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں آ کے فضل فرمایا، بہت ساروں کو مالی لحاظ سے بھی بہت مضبوط کر دیا ہے۔ اس قوم نے احسان کیا ہے کہ آپ کو یہاں رہنے کی جگہ دی ہے۔ اس قوم کے اپنے اوپر احسان کا بدلہ آپ اُسی صورت میں اتار سکتی ہیں جب اِن کو تبلیغ بھی کریں اور اسلام کا حقیقی پیغام جو ہے وہ پہنچائیں۔ قرونِ اولیٰ کی خواتین نے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات نے جہاں اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے اور اللہ تعالیٰ سے لَو لگانے میں ترقی کی ہے وہاں اپنے اخلاق میں بھی اعلیٰ ترقی کی ہے۔ اپنے اعمال میں بھی اعلیٰ ترقی کی اور بہت سارے اعلیٰ نمونے قائم کئے جن کو دیکھ کر دوسرے بھی متاثر ہوئے۔ اور صرف یہی نہیں کہ اپنی روحانیت کے اعلیٰ معیار قائم کئے بلکہ اپنی اولاد کی بھی اس طرح تربیت کی کہ وہ اُمت کیلئے مفید وجود بن سکیں۔ اُنکی ایسی تربیت کی کہ اُن کو اسلام کے ساتھ جوڑ دیا اور وہ قربانیاں دیتے چلے گئے۔ یہی آج احمدی ماؤں کا کام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ نے جو عہدِ بیعت باندھا ہے وہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اپنے بچوں کو، اپنی نسلوں کو جماعت کے ساتھ اس طرح جوڑ دیں کہ وہ جماعت کی خاطر ہمیشہ قربانیاں کرتے چلے جائیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ صرف عہد دہرانے والے نہ ہوں۔

پھر تعلیمی میدان میں بھی ترقی کرنی ہے۔ یہ بھی ایک احمدی کا کام ہے کہ دنیاوی تعلیم میں، تعلیمی میدان میں بھی ترقی کرے۔ یہی کام جو پہلی مسلمان عورتیں

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی نوجوان کو خاص طور پر یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ آج کل کی برائیوں کو میڈیا پر دیکھ کر اسکے جال میں نہ پھنس جائیں ورنہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15رجنوری 2010ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے عہد کو نبھاتے ہوئے،
اپنی بیعت کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے حقیقی ایمان لانے والوں میں شامل ہوں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15رجنوری 2010ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

تھیں انہوں نے کیا۔ انہوں نے اُنکی دینی تعلیم و تربیت کی۔ اُن کو دنیاوی طور پر بھی مضبوط کیا لیکن یہ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ عملی طور پر اُن کو اس قابل بنایا کہ وہ ہر قربانی دینے کیلئے تیار ہو گئے جیسا کہ میں نے کہا۔ اور یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ وہ مائیں، وہ عورتیں خود عملی جہاد میں حصہ لے رہی تھیں۔ اُس زمانے میں جب مسلمانوں پر حملے ہوتے تھے تو مسلمانوں کو بھی تلوار اُٹھانے کا حکم ملا۔ کبھی کسی حملے میں کسی جنگ میں مسلمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور خلفائے راشدین کے زمانے میں پہل نہیں کی۔ ہمیشہ حملے ہوئے تو پھر دفاع کرنا پڑا اور اُس جہاد میں عورتیں بھی شامل ہوئیں۔ انہوں نے تلواریں بھی چلائیں۔ دیکھیں وہ عورت ہی تھی جس نے جنگِ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے اپنا خون بہایا۔ اپنے خاوند اور بیٹوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا حق ادا کر دیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اپنے بیٹے کو دشمن کے ہاتھوں زخمی دیکھا تو کہا کہ میرے بیٹے گھبراؤ نہیں، اُٹھو اور آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حفاظت کا حق ادا کر دو۔ اور پھر یہ خوشنودی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاصل کی، یہ سند بھی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملی کہ اے اُمّ عمّارہ! آپ جیسی جرأت بھلا کوئی دکھا سکتا ہے؟ آپ نے اور آپ کے خاندان نے آج حق ادا کر دیا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 8 ومن نساء بنی النجار، امّ عمارہ صفحہ نمبر 442-441، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پس ایسی عورتیں بھی تھیں جو مردوں کے مقابلے میں تلوار چلاتی رہیں اور خود اور اپنے بچوں کو بھی اس راہ میں قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہیں اور کسی قسم کی پرواہ نہیں کی۔ یہ جرأت اُن عورتوں میں ایمان کی حرارت سے ہی پیدا ہوئی تھی۔ اور یہ ایمان کی حرارت ہی ہے جو آج بھی یہ جرأت پیدا کر سکتی ہے۔ آج تلوار کا جہاد نہیں لیکن اپنے اخلاق کو اعلیٰ ترین معیار تک پہنچانے کا جہاد ہے۔ نیکیوں کو رائج کرنے کا جہاد ہے۔ برائیوں سے رُکنے کا جہاد ہے اور روکنے کا جہاد ہے۔ اسلام کی تبلیغ کرنے کا جہاد ہے جو ہم نے کرنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس میں عورت کا بڑا اہم کردار ہے جو اُس نے ادا کرنا ہے چاہے وہ نوجوان ہے یا بچی یا بڑی عمر کی عورت ہے۔ اور یہ جرأت آج بھی آپ میں پیدا ہو سکتی ہے اگر ایک تڑپ اور لگن ہو جو اُن پہلی عورتوں میں پیدا ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی ایسی ہیں جو اس تڑپ کا اظہار کرتی ہیں لیکن جو نہیں کرتیں اُن کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور جو ہیں اُن کو اپنے معیار اور بلند کرنے چاہئیں تاکہ اس قوم تک ہم احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام جلد سے جلد پہنچا سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرماتے ہیں کہ آج تم سے کوئی تلوار کا جہاد کرنے کیلئے نہیں کہہ رہا کہ جس سے تم خوفزدہ ہو جاؤ۔ اپنا خون بہانے کیلئے نہیں کہہ رہا۔ تمہیں تو صرف یہ کہا جا رہا ہے کہ اسلام کے دفاع کیلئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کیلئے، اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاؤ۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 150، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) پس یہ کرو گی تو اُن حقیقی مومنات میں سے شمار ہو گی جو خیرِ امّت میں شامل ہونے والی ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کل بھی بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہمارے کام بہت آسان کر دیئے ہیں۔ ہم ایک کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُسکے مقابلے میں سو دروازے خود بخود کھول دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام نے جو اسلام کا حقیقی پیغام ہے اس نے تو دنیا میں پھیلنا ہی ہے اور پہنچنا ہے، اور جو سعید فطرت لوگ ہیں اس جماعت میں شامل ہونے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اور اُن کے اللہ تعالیٰ سینے کھول رہا ہے لیکن ہم سے صرف یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ خیرِ اُمت بننے کا حق ادا کرو اور نیکیوں کو پھیلاؤ اور برائیوں سے دور رہو اور یہ اُس وقت ہو گا جب ہمارے عورت مرد، لڑکیاں اور لڑکے اور بچے اپنی حالت بدلنے کی طرف توجہ دیں گے اور اس طرف اُن کی توجہ ہو گی۔ دنیا داری کی طرف توجہ نہیں ہو گی بلکہ دین کی طرف توجہ ہو گی، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی طرف توجہ ہو گی۔

مَیں نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کام آسان کرنے کی بات کی ہے تو آج بھی چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ دنیا کے سینے کھول رہا ہے جن میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ مَیں نے صرف چند عورتوں کی مثالیں لی ہیں جنہیں اللہ اُن لوگوں میں شامل فرما رہا ہے جو خیرِ امّت بننے کا حق ادا کرنے کیلئے آگے بڑھ رہی ہیں۔

شام سے ہماری ایک حلوانی صاحبہ ہیں وہ اپنی خوابیں بیان کرتی ہیں۔ کہتی ہیں کہ مَیں نے پہلی خواب میں علماء کا ایک مجموعہ دیکھا اور یوں لگتا ہے کہ وہ الحوار المباشر میں (جو ہمارا ایم ٹی اے کا عربی کا پروگرام ہے) بیٹھے ہوئے ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے بارے میں بتا رہے ہیں۔ بیدار ہونے کے بعد میرے ذہن میں صرف پنجاب کا لفظ محفوظ رہا جو میں نے اس سے قبل کبھی نہیں سُنا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی ایک احمدی سہیلی کو خواب سنانے کے بعد اِس لفظ کا مطلب پوچھا تو وہ بہت حیران ہوئیں۔ اسکے کچھ عرصے کے بعد مَیں نے ایک اور خواب میں ایک نور دیکھا جو ایک ایسے شخص کے حلیے میں تھا جو پگڑی پہنے ہوئے ہے اور دو زانو ہو کر بیٹھا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ میں مہدی ہوں۔ جب میں بیدار ہوئی تو بہت خوش تھی اور میں نے بیعت کا اظہار کیا لیکن کسی وجہ سے میری بیعت لیٹ ہو گئی۔ کہتی ہیں تیسری خواب میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں دن کے وقت آرام کی غرض سے لیٹی ہوئی ہوں اور ایک آواز مجھے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ مَیں تیسری دفعہ تمہیں کہہ رہا ہوں کہ مَیں مہدی ہوں۔ تمہیں کس کا انتظار ہے؟ اس کے بعد میری بیٹی نے مجھے جگایا اور میں حیران و پریشان تھی۔ چنانچہ مَیں نے جلد بیعت کر لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا مطالعہ بھی کر رہی ہیں۔ کہتی ہیں مَیں ''التبلیغ'' کتاب پڑھ رہی ہوں۔ اس کو پڑھ کے بہت خوشی اور سعادت کا احساس ہوا ہے۔ اس کتاب میں مجھے خدا تعالیٰ کی قدرت نظر آئی ہے۔ اس کتاب کے مطالعے کے بعد خدا تعالیٰ کی قدرتیں نئے انداز سے جلوہ گر ہوئی ہیں۔ اور جب بھی کوئی بات علم میں آتی ہے تو خدا تعالیٰ کی قدرت کو سجدے کرنے کو دل چاہتا ہے اور دل اُسکے شکر اور حمد کے گیت گانے لگتا ہے۔

شام سے ہی ایک صاحبہ کہتی ہیں کہ میں نے جب جماعت کے بارے میں خدا تعالیٰ سے رہنمائی چاہی تو میں نے خواب میں آپ کو (یہ خط وہ مجھے لکھ رہی ہیں کہ آپ کو) اپنی طرف آتے دیکھا۔ مَیں نے آپ سے کہا کہ مَیں بہت تھک گئی ہوں۔ اس لئے مجھے آپ اپنے پاس لے جائیں تو آپ نے فرمایا کہ قرآن ختم کر لو تو مَیں تمہارے پاس آ جاؤں گا یا کسی کو تمہارے لینے کیلئے بھیج دوں گا۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر میں آپ کے پاس چلی گئی تو واپس سیریا (Syria) نہیں آؤں گی۔ اس پر آپ نے بڑی شفقت سے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور مسکرائے۔ اُس کے بعد جب میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے احمدی خاوند محترم کو کہا کہ بیعت کا خط ارسال کر دیں۔ مطلب یہ تھا کہ جب جماعت میں شامل ہو جاؤں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ مضبوط رہوں گی اور اُن لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کروں گی جو پھر واپس مڑ کے برائیوں کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ نیکیوں کو پھیلانے والے ہیں اور خیرِ امّت میں شامل ہیں۔

پھر تیونس کی ایک احمدی خاتون نے اپنا خواب بیان کیا جو کہ اُنہوں نے دس سال پہلے دیکھا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑی جگہ پر ہیں۔ وہاں ایک reception پر شریف عودہ صاحب کو دیکھا۔ وہ بھی اس reception میں داخل ہو گئیں۔ وہاں انہوں نے مہا دبوس صاحبہ جو ہماری ایک عرب خاتون ہیں اور بڑے اخلاص سے کام کر رہی ہیں، تبلیغ کے کام میں بھی بہت آگے ہیں۔ جماعت کیلئے وقف ہی ہیں اور بہت سی پاکستانی لجنہ کو دیکھا اور اُن سے پردے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ تمہارا پردہ ٹھیک ہے۔

اب یہ بھی مَیں یہاں پر ضمناً ذکر کر دوں کہ بعض عرب عورتیں مجھے یہ کہتی ہیں کہ ہم مسجد میں گئے۔ یوکے میں بھی، اور جگہوں میں بھی، وہاں احمدی عورتوں کے پردے ٹھیک نہیں تھے۔ عرب جو ہیں وہ خاص طور پر اپنے بالوں کے پردے کی طرف بہت توجہ دیتی ہیں۔ انہوں نے سر ڈھانکا ہوتا ہے۔ اس لئے اُن کو بڑا عجیب لگتا ہے کہ احمدی عورتیں پردہ نہیں کر رہی ہوتیں۔ ہلکا سا ایک دوپٹہ، چُنّی سر پر ڈالی ہوتی ہے۔ اس طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ آپ کی وجہ سے کسی کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔ بہرحال یہ تو اچھا ہوا کہ ان کو پاکستانی احمدی عورتوں کا خواب میں کم از کم پردہ اچھا نظر آیا۔

کہتی ہیں کہ کچھ عرصے کے بعد میں نے جب بیعت کر لی تو ایک دن اپنی بہن سمیرہ کے ساتھ بیٹھی ایم ٹی اے دیکھ رہی تھی۔ ایم ٹی اے پر الحوار المباشر لگا تھا۔ میری بہن نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے اپنی بہن کو بتایا کہ یہ مسیح کے ساتھی ہیں۔ پھر ایم ٹی اے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر میں نے دیکھی۔ یہ دیکھ کر میری بہن نے بڑے تعجب کے انداز میں کہا کہ اُس نے دس سال قبل ایک خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی ہی تصویر، یہی افراد اور یہی نظارہ دیکھا تھا جو وہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں — خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں — حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے — تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت — بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

ایم ٹی اے پر دیکھ رہی تھی۔ تو یہ دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ خود گھیر گھیر کے لوگوں کو اس طرف خیرِ اُمت میں شامل کرنے کیلئے لا رہا ہے۔ اور ہم جن میں اکثریت جو میرے سامنے یہاں بیٹھی ہے پیدائشی احمدی ہیں ان کو کس فکر کے ساتھ اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ ہماری کیا ذمہ واریاں ہیں۔ کس طرح ہم نے اپنے آپکو بہترین مومنات میں شامل کرنا ہے جو خیرِ اُمت کہلانے کی حقدار ٹھہریں اور یہ خواب اُس وقت کا ہے جب ایم ٹی اے العربیہ ابھی وجود میں بھی نہیں آیا تھا۔

پھر آئیوری کوسٹ سے ہمارے ایک مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ اپریل اور مئی 2011ء میں بیس مقامات کا دورہ کیا۔ ایک گاؤں نیا کارہ میں ایک خاتون مانوفوتو کسی بیماری میں مبتلا تھیں اور حاملہ بھی تھیں۔ وہ اپنی بیماری سے عاجز آچکی تھیں مگر اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور اپنے ہونے والے بچے کیلئے ہر وقت دعا گو رہتیں۔ ایک رات وہ خواب میں ایک پگڑی والے شخص کو دیکھ کر ڈر گئیں اور ادھر اُدھر بھاگنے لگیں۔ لیکن جس طرف بھاگتیں ادھر ہی وہ اُنہیں دیکھتیں۔ آخر اُس پگڑی والے شخص نے اُسے کہا کہ ڈرو نہیں۔ مَیں آپ کی صحت کیلئے دعا کروں گا اور آپ ٹھیک ہو جائیں گی، انشاء اللہ۔ اس پر آنکھ کھل گئی۔ اسکے بعد جلد ہی وہ ٹھیک ہوگئیں۔ چار مہینے کے بعد اُس نے ایک صحت مند بچے کو جنم دیا۔ ایک دن اس عورت کا احمدیہ مشن نیا کارہ میں آنا ہوا تو وہاں انہوں نے میری تصویر دیکھی اور دیکھتے ہی کہنے لگی کہ یہ تو وہی شخص ہے جنہوں نے میرے لئے خواب میں دعا کی تھی اور میں تندرست ہوگئی ہوں۔ اسے بتایا گیا کہ یہ خلیفۃ المسیح الخامس ہیں اور اُسکے بعد پھر اُس نے اور اُسکے شوہر نے بیعت کر لی۔

تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جب کسی بھی خلیفہ کو رؤیا میں دکھاتا ہے جو جانتے بھی نہیں تو اس لئے دکھاتا ہے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا اظہار ہو۔

پھر اٹلی میں ہماری ایک عرب خاتون ہیں۔ اُن کی تو بہت لمبی چوڑی کہانی ہے کہ کس طرح انہوں نے ایم ٹی اے کو دیکھا اور اُن کے خاوند نے ہی کہا کہ دیکھا کرو۔ وہ اُسے دیکھتی رہیں اور دیکھ کر آخر انہوں نے ارادہ کر لیا کہ میں احمدی ہو جاؤں گی، بیعت کر لوں گی۔ لیکن خاوند اپنی مصروفیات کی وجہ سے احمدی نہیں ہو رہے تھے۔ آخر کسی وجہ سے اُن کی نوکری چھوٹ گئی۔ نوکری ختم ہونے پر خاوند کو انہوں نے کہا کہ تم ایم ٹی اے بیٹھ کر دیکھا کرو اور دیکھنے پر بہت سارے سوال جو اُن کے ذہن میں اُبھرتے تھے۔ تو وہ اُن کے جواب لینے کیلئے جب اپنے مولویوں کے پاس جاتے تھے تو مولوی اُن کے جواب نہیں دے سکتے تھے۔ آخر انہوں نے بھی ایک دن بیعت کر لی۔

وہ اپنی خوابوں کا ذکر کرتی ہیں۔ کہتی ہیں کہ شروع میں جبکہ ہم میاں بیوی احمدیت کے بارے میں بحث کرتے تھے تو ایک دن وہ کہیں دور دراز علاقے میں گئے تا کہ لوگوں سے احمدیت کے بارہ میں پوچھیں۔ واپس لوٹے تو اُن کا چہرہ بجھا بجھا سا تھا۔ کہنے لگے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مَیں اپنے آپ کو ان مشائخ سے جو سارا قرآن پڑھے بہتر سمجھوں۔ میاں کی پریشانی کی وجہ یہ بھی تھی کہ مَیں احمدیت کی طرف بڑی شدت سے راغب تھی۔ اس رات مَیں نے دو رکعت نوافل ادا کئے اور بارگاہِ الٰہی میں روئی کہ الٰہی! مَیں تو حضرت امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتی ہوں اور میرے میاں بھی اطمینانِ قلب چاہتے ہیں۔ سوان پر حق آشکار کر اور مجھے بھی ثابت قدم رکھ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے خوابیں دکھائیں۔ کہتی ہیں پہلی خواب یہ تھی کہ مَیں نے دیکھا، (مجھے دیکھا انہوں نے) کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں اور گھر میں چیزیں بکھری پڑی ہیں، صوفہ اور کرسیاں بھی سب اُلٹ پلٹ ہیں۔ یہ سُن کر کہ خلیفۂ وقت آنے والے ہیں مَیں نے چیزوں کو سیٹ کرنے کی کوشش کی مگر پھر بھی بکھری رہ گئیں۔ کہتی ہیں جب آپ داخل ہوئے تو مَیں اور میرے میاں آپ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور مَیں الٹ پلٹ اشیاء دکھا کر گویا شکوہ کر رہی ہوں کہ بچوں نے یہ اودھم مچایا ہے۔ تو اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ مَیں نے کھولا تو کیا دیکھتی ہوں کہ تبلیغی جماعت والوں کی ایک عورت ہے جو مجھے کہتی ہے کہ لوگ تبلیغی سفر پر جانے کیلئے تیار ہیں تم بھی آجاؤ۔ مَیں نے کہا مَیں تم لوگوں کے ساتھ جانے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ مَیں چاہتی ہوں کہ وہ عورت جلد واپس چلی جائے کیونکہ خلیفۂ وقت ہمارے گھر آئے ہوئے ہیں اور مَیں بہت خوش ہوں۔ خیر پھر کہتی ہیں، اپنے مشنری کو لکھتی ہیں یا دفتر میں کہ مَیں نے دیکھا (میرے متعلق کہ) اُن کی کوئی دکان ہے جو گندم کی بوریوں سے بھری ہوئی ہے اور لوگ اس میں سے اُٹھا اُٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ مَیں بھی اُٹھاتی ہوں۔ ایک شخص اچانک مجھ سے جھگڑتے ہوئے کہتا ہے کہ ایک دن اس دکان میں موجود گندم ختم ہو جائے گی۔ میں بڑی جرأت سے جواب دیتی ہوں کہ زمین کا یہ ٹکڑا دیکھتے ہو۔ ایک وسیع ٹکڑا زمین کا ہے، یہ ہماری زمین ہے۔ اگر میں گندم کا ایک دانہ اس میں بوؤں گی تو وہ سو دانے نکالے گا۔ تمہارا کیا خیال ہے یہ ہزاروں دانے کتنے ہو جائیں گے۔ جب یہ خوابیں انہوں نے دیکھیں تو اس کے بعد خیر بیعت بھی کر لی اور جرأت بھی اُن میں پیدا ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی طرح ہے۔ ایک دانہ بویا جاتا ہے تو سو دانے اللہ تعالیٰ نکالتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا جو قرآنِ کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ ہے کہ آپ کی اُمت خیرِ امّت ہے اس خیرِ امّت میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور انشاء اللہ ہوتا چلا جائے گا۔ پس آپ لوگ بھی اس کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ تو احمدیت میں وہ عورتیں لا رہا ہے جو اپنے خاوندوں سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں داخل ہو رہی ہیں اور آپ کو سلام پہنچا رہی ہیں۔ اُن لوگوں میں شامل ہو رہی ہیں جو خیرِ امّت کا حق ادا کرنے والیاں ہیں۔ اپنے خاوندوں اور اولادوں کی اصلاح کیلئے کوشش کر رہی ہیں اور اُن کی اصلاح کا باعث بن رہی ہیں۔ یہی کام اگر آج آپ کریں گی اور اس عہد کے ساتھ یہاں سے اُٹھیں گی کہ ہم نے کرنا ہے تو اس زمانے کی اُن خواتین میں شامل ہو جائیں گی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی وہ حقیقی جماعت ہے جو خیرِ امّت ہے جنہوں نے آخرین میں سے ہو کر اوّلین کے فیض پانے کی خوشخبری پائی ہے۔

ایک عرب نے مجھے لکھا کہ میں بہت پریشان ہوتا تھا کہ قرآن شریف میں آتا ہے کہ تم خیرِ امّت ہو۔ تو خیرِ امّت یہ ہے؟ نہ ہمارے علماء کے پاس علم ہے، نہ ہمارے پاس کوئی طاقت ہے، غیروں نے ہم پر قبضہ کیا ہوا ہے، کس قسم کی خیرِ امّت ہیں۔ اب جبکہ مَیں نے ایم ٹی اے چینل دیکھنا شروع کیا ہے، احمدیت کا تعارف ہوا ہے، احمدیت میں شامل ہوا ہوں تو اب مجھے یقین آگیا کہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے ہی اُن لوگوں میں شامل ہیں جو خیرِ امّت ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ انہی کے ذریعے سے اسلام اور احمدیت کا دنیا پر غلبہ ہوگا۔

پس آپ لوگ اپنے فرائض کو سمجھیں چاہے وہ بچیاں ہیں۔ دس گیارہ سال کی بچیاں بھی عقل والی بچیاں ہوتی ہیں۔ نوجوان بچیاں بھی اپنے فرض کو پہچانیں، حق کو پہچانیں۔ صرف فیشن یا دنیا کی چکا چوند آپ کو متاثر نہ کرے۔ اُس ذمہ داری کی طرف توجہ دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ڈالی ہے کہ آپ نے دنیا کی اصلاح کا باعث بننا ہے اور دنیا کو نیکیوں کی تبلیغ کرنی ہے۔ اسی طرح جو بڑی عمر کی عورتیں ہیں نوجوانی سے قدم آگے بڑھا رہی ہیں اُن کو بھی چاہئے کہ اپنی ذمہ واریاں ادا کریں اور جب ہم تمام مرد عورتیں مل کر ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دیں گے تو تبھی ہم اُس مقصد کو پورا کرنے والے ہوں گے جس کو دے کر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا۔

اللہ کرے کہ ہم آپ کی بعثت کا مقصد پورا کرنے والے اور اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 16 نومبر 2012)

......☆......☆......☆......

بقیہ نبیوں کا سردارؐ از صفحہ نمبر 7

کپڑے اور زیور پہننے کی اجازت تھی اس بارہ میں آپ نصیحت کرتے رہتے تھے کہ غلو نہ کیا جائے۔

ایک دفعہ غرباء کیلئے آپ نے چندہ کیا۔ ایک عورت نے ایک کڑا اُتار کر آپ کے آگے رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کیا دوسرا ہاتھ دوزخ سے بچنے کا مستحق نہیں؟ اُس عورت نے دوسرا کڑا اُتار کر بھی غرباء کیلئے دے دیا۔ آپ کی بیویوں کے زیورات نہ ہونے کے برابر تھے صحابیات بھی آپ کی تعلیم پر عمل کر کے زیور بنانے سے احتراز کرتی تھیں۔ آپ قرآنی تعلیم کے مطابق فرماتے تھے کہ مال کا جمع رکھنا غریبوں کے حقوق تلف کر دیتا ہے اس لئے سونے چاندی کو کسی صورت میں گھروں میں جمع کر لینا قوم کی اقتصادی حالت کو تباہ کرنے والا ہے اور گناہ ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے آپ کو تحریک کی کہ اب بڑے بڑے بادشاہوں کی طرف سے سفیر آنے لگے ہیں آپ ایک قیمتی جُبّہ لے لیں اور ایسے موقعوں پر استعمال فرمایا کریں۔ آپ حضرت عمرؓ کی اِس بات کو سن کر بہت خفا ہوئے اور فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے ان باتوں کے لئے پیدا نہیں کیا۔ یہ مداہنت کی باتیں ہیں۔ ہمارا جیسا لباس ہے ہم اس کے ساتھ دنیا سے ملیں گے۔

ایک دفعہ آپ کے پاس ایک ریشمی جُبّہ لایا گیا۔ تو آپ نے حضرت عمرؓ کو تحفہ کے طور پر دے دیا۔ دوسرے دن آپ نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ اُس کو پہنے پھر رہے تھے۔ آپ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ جب حضرت عمرؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! آپ ہی نے تو تحفہ دیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا ہر چیز اپنے ہی استعمال کے لئے تو نہیں ہوتی۔ یعنی یہ جُبّہ چونکہ ریشم کا تھا آپ کو چاہئے تھا کہ یہ اپنی بیوی کو دے دیتے یا اپنی بیٹی کو دے دیتے یا کسی اَور استعمال میں لے آتے۔ اس کو اپنے لباس کے طور پر استعمال کرنا درست نہیں تھا۔

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 256 تا 263 مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items
Mob: 9647960851
9082768330
Branch: Aroti Tola Po muluk
Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road
Po.Bartala, Kolkata-18
طالبِ دعا : جانِ عالم شیخ
(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

رمضان کا فیض اس صورت میں حاصل ہوگا جب انسان میں پاک تبدیلیاں مستقلاً پیدا ہوجائیں اور عید کی خوشیاں بھی اس وقت حاصل ہوں گی جب یہ تبدیلیاں ہمیشہ کیلئے زندگی کا حصہ بن جائیں گی

نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو، جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اُس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے، ایسی نمازیں اگر ہمیں حاصل ہوجائیں تو وہ دن ہماری حقیقی عید کے دن ہوں گے

جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اُس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معالہ صاف نہیں ہوسکتا جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرسکتا

انفرادی طور پر احباب جماعت غرباء اور ضرورتمندوں کی مدد کرتے ہیں لیکن جماعتی طور پر بھی بعض فنڈ قائم ہیں جس میں صاحب حیثیت لوگوں کو کچھ نہ کچھ ادائیگی کرنی چاہئے مریضوں کی امداد کا فنڈ، یتیموں کا فنڈ، غرباء کا فنڈ، غریب طلباء کی مدد کا فنڈ، اس طرح بہت سارے فنڈ ہیں، اس طرف بھی جماعت کے افراد کو توجہ دینی چاہئے

فلسطینیوں کیلئے بہت زیادہ دعا کی ضرورت ہے

اللہ تعالیٰ ان کے حالات کو بہتر کرے اور ان کیلئے آزادی کے سامان پیدا کرے، ان کو سکون کی زندگی میسر ہو ان کو لیڈر شپ بھی ایسی اچھی ملے جو ان کی صحیح رہنمائی کرنے والی ہو، اللہ تعالیٰ ان مظلموں پر رحم اور فضل فرمائے اور ظالموں کی پکڑ کرے

خلاصہ خطبہ عید الفطر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 رمئی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بیحد فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں رمضان کے مہینے سے گزار کر آج عید کا دن دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ رمضان اور عید کا مقصد یہ ہے کہ جو برکات اور پاک تبدیلیاں حاصل کی ہیں اور پیدا کی ہیں روزوں کے بعد یہ باتیں نظر آنے والی ہونی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے دو مقصد بیان فرمائے۔ ایک بندے کو خدا سے ملانا اور دوسرے بندوں کو بندوں کے قریب کرنا یعنی ایک حقوق اللہ اور دوسرا حقوق العباد۔ اگر یہ دو حقوق ادا کرنے کی طرف ہماری توجہ ہو جائے تو پھر ہم کامیاب انسان بن سکتے ہیں حقیقی مؤمن بن سکتے ہیں اور یہی اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقے بھی بیان فرمائے ہیں جن میں سے ایک رمضان کے مہینے کے روزے بھی ہیں کہ کس طرح یہ مجاہدہ کرکے انسان یہ مقصد حاصل کرسکتا ہے۔ پس رمضان کا فیض اس صورت میں حاصل ہوگا جب انسان میں پاک تبدیلیاں مستقلاً پیدا ہو جائیں اور عید کی خوشیاں بھی اس وقت حاصل ہوں گی جب یہ تبدیلیاں ہمیشہ کیلئے زندگی کا حصہ بن جائیں گی۔

حضور انور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں مَیں بیان کروں گا کہ ہم رمضان کے فیض کو جاری رکھنے والے اور حقیقی خوشیاں منانے والے کس طرح بن سکتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین جورو یعنی بیوی اپنی اولاد اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرلیا جائے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔ یہ تبھی ہوسکتا ہے جب انسان کو اس بات کا ادراک بھی ہو اور اگر یہ چیز پیدا ہوجائے تو تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہماری عید حقیقی عید ہے۔ پس یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اس کیلئے تیار ہیں یا کیا ہم نے اس کیلئے کوشش کی۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ ہماری توجہ استغفار اور توبہ اور نماز کی طرف بھی رہے۔ اس بارے میں نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو۔ موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔ جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی پہلے گناہ بخش دیتا ہے پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتادے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو۔ اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لئے دعا کرو۔ حضور انور نے فرمایا: پس ایسی نمازیں اگر ہمیں حاصل ہوجائیں تو وہ دن ہماری حقیقی عید کے دن ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: حقیقی مسلمان ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کی جاوے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بناء پر نہ ہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ ہو۔ اور حقیقی بہشت یہی ہے۔ حضور انور نے فرمایا: پس یہ بہشت ہی حقیقی عید کی خوشی ہے جو ہم نے حاصل کرنی ہے اور ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس طرح کی عید کی خوشی منانے کیلئے تیار ہیں؟ اس بہشت کو حاصل کرنے کیلئے کوشش کررہے ہیں؟

خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہی ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلے میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے۔ وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتے جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلے کے قیام سے خدا کا منشا ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ تبتل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ حقوق اخوان میں خاص رنگ ہو۔ حضور انور نے فرمایا: پس بیعت کے بعد ہمیں اللہ تعالیٰ سے لو لگانے میں بھی ایک خاص رنگ پیدا کرنا ہوگا ذکر الٰہی میں بھی ایک خاص رنگ پیدا کرنا ہوگا۔ اپنے بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی میں بھی ایک خاص رنگ پیدا کرنا ہوگا اور جب یہ ہوگا تو وہ ہماری حقیقی عید ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نماز کو اس طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بیشک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔ نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔ حضور انور نے فرمایا: پس ایسی نمازیں اور قرآن کریم پر غور ہماری حقیقی عید اور مستقل عید بنائے گا۔ آج ہمیں عہد کرنا چاہئے کہ ہم نے اپنی نمازوں کو سنوار کر اور قرآن کریم کو پڑھنے اور غور کرنے سے اپنی عید کی خوشیوں کو دائمی کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعدو علیہ السلام فرماتے ہیں: سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن پاک کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک موقع پر فرمایا کہ جس کو قرآن کا کچھ بھی حصہ یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم کو جلدی جلدی نہ پڑھو بلکہ سمجھ کر پڑھو۔ حضور انور نے فرمایا: پس جب ہم قرآن کریم یاد کرنے اور اس پر تدبر کرنے اور قرآن کریم کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی طرف توجہ دیں گے تبھی ہم اس کا حق ادا کر سکتے ہیں اور تبھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس رمضان نے ہمارے اندر جو پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں یہی اصل میں ہماری عید ہے اور اس عید کو دائمی بنانا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہوسکتا۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرسکتا۔ حضور انور نے فرمایا: پس جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کے مطابق اپنے آپ کو بنا لیں گے تو یہی ہمارے لئے حقیقی خوشی اور عید کا دن ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کیلئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کیلئے دعا کرنا یہ بھی سنت نبوی ہے۔

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے۔ فَاِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے جن کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔ حضور انور نے فرمایا: ہمارے آپس کے تعلقات اور ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرنے کے یہ معیار ہوں گے تو تبھی ہمارے لئے حقیقی خوشی کا وقت ہوگا۔

حقوق العباد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکرگزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔ حضور انور نے فرمایا: پس غریبوں کی ضرورتمندوں کی مدد ہی اللہ تعالیٰ کے فضل اور پیار کو جذب کرنے والی ہے اور جب یہ ہوگا تو حقیقی عید کا دن ہوگا۔ انفرادی طور پر بھی جماعت میں لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں لیکن جماعتی طور پر بھی فنڈ قائم ہیں وہاں بھی جو صاحب حیثیت لوگ ہیں ان کو کچھ نہ کچھ ادائیگی کرنی چاہئے مریضوں کی امداد کا فنڈ ہے یتیموں کا فنڈ ہے غرباء کا فنڈ ہے غریب طلباء کی مدد کا فنڈ ہے اور اس طرح بہت سارے ہیں جہاں مدد کی جاتی ہے اس طرف بھی جماعت کے افراد کو صاحب حیثیت افراد کو توجہ دینی چاہئے۔

پھر گھروں میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا کیا معیار ہونا چاہئے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔ حضور انور نے فرمایا: گھروں کے یہ حسن سلوک ہیں جو گھروں کو جنت نظیر بناتے ہیں بچوں کی بھی تربیت ہو رہی ہوتی ہے اور گھر کا ماحول بھی خوشگوار رہتا ہے اور یہ گھروں کی قائم رہنے والی خوشی اور سکون کا ماحول جو ہے یہی ہے جو انسان کیلئے ہر دن عید کے سامان پیدا کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو پس اسکی قدر کرو۔ اسکی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔ حضور انور نے فرمایا: یہ بہت اہم باتیں ہیں اگر حقیقت میں اہل حق کا گروہ ہم بن جائیں تو پھر اس سے بڑی خوشی اور اس سے بڑی عید ہمارے لئے اور کون سی ہوگی۔

افراد جماعت کے باہم مل جل کر اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے بخل ہے رعونت ہے خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔ ایک شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ حضور انور نے فرمایا: پس یہ وہ تعلیم ہے جو حقیقی عید کی خوشیاں دے سکتی ہے۔ اگر ہم اسکے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں گے تو حقیقی عید منانے والے ہوں گے۔ صرف سال کی دو عیدیں ہی نہیں بلکہ ہر دن ہمارے لئے عید کا دن ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: آخر میں مَیں دعا کی طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو فلسطینی لوگوں کیلئے دعا کریں جن پر آجکل بہت زیادہ ظلم ہو رہے ہیں۔ عوام الناس کو مارا جا رہا ہے۔ جو زخمی ہوتے ہیں انکو اسرائیلی پولیس طبی خیموں تک بھی نہیں پہنچنے دے رہی۔ میڈیکل ایڈ سے بھی ان کو محروم کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مظلوموں پر رحم اور فضل فرمائے اور ظالموں کی پکڑ کرے۔ جو سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ امریکہ ہے کہنے کو بڑے انصاف پسند ہے لیکن بچوں کے قتل پہ کوئی انہوں نے سٹیٹمنٹ نہیں دی کوئی ہمدردی کا اظہار نہیں کیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ بھی یہی ہے کہ بہت زیادہ ظلم کیا جا رہا ہے فلسطینیوں پر۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ یہ عید کی خوشیاں ان کیلئے تو غموں کا پہاڑ لے کر آئی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے غموں کو خوشیوں میں تبدیل کرے ان کو سکون کی زندگی میسر ہو ان کو لیڈر شپ بھی ایسی اچھی ملے جو ان کی صحیح رہنمائی کرنے والی ہو۔ مسلم ممالک جو ہیں وہ اکٹھے ہو کر اپنا کردار ادا کریں تو فلسطینیوں کو اور جو اور دوسری جگہ مظلوم مسلمان ہیں، جہاں بھی ہیں ان کو ظلموں سے بچا سکتے ہیں لیکن مسلم امہ بھی اکٹھی نہیں ہوتی مسلم ممالک کو جو ردّعمل دکھانا چاہئے تھا اس زور سے نہیں دکھایا جا رہا۔ پس بہت زیادہ دعا کی ضرورت ہے فلسطینیوں کیلئے اللہ تعالیٰ ان کے حالات کو بہتر کرے اور ان کیلئے آزادی کے سامان پیدا کرے اور ابتدائی معاہدے کے تحت جو ان کی جگہیں تھیں ان کو ملیں اور اس پر قائم رہیں۔

اسی طرح تمام دنیا کے مظلوم احمدیوں کے لئے بھی دعائیں کریں جن پر سختیاں کی جا رہی ہیں پاکستان میں یا الجزائر میں یا کسی بھی ملک میں اللہ تعالیٰ ان کو بھی مخالفین کے اور حکومتی کارندوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ دنیا کے تمام ضرورتمند لوگوں کیلئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی جائز ضرورتوں کو پورا فرمائے انکی مشکلات کو دور فرمائے عمومی طور پر دنیا میں ظلم کے خاتمہ کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا سے ظلم کا خاتمہ کرے اور خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے یہ لوگ ہو جائیں۔ آجکل جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس کیلئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اس وبا سے بھی جلد نجات دے اور دوبارہ نارمل حالات پہ دنیا آ جائے لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب دنیا والے خدا تعالیٰ کو پہچانیں گے اللہ کا حق ادا کرنے والے بنیں گے اور اسکے بندوں کا حق ادا کرنے والے بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......

تحریک جدید کی مکمل ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کو چھ ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ وکالت مال کے ریکارڈ کے جائزہ کے مطابق ابھی بہت سارے وعدہ کنندگان کے چندہ تحریک جدید قابل وصول ہیں۔ ہندوستان کے تمام ضلعی و مقامی امراء و صدر صاحبان و سیکرٹریان تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ مقامی مبلغین و معلمین کرام کے تعاون سے چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کے تعلق سے ہفتہ مال تحریک جدید منائیں تا کہ سیّدنا حضور انور کی طرف سے موصولہ ٹارگیٹ کے مطابق بلکہ اس سے زیادہ ادائیگی کی توفیق عطا ہو، آمین!

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’یہ مت خیال کرو کہ تحریک جدید میری طرف سے ہے، نہیں بلکہ اس کا ایک ایک لفظ مَیں قرآن کریم سے ثابت کر سکتا ہوں اور ایک ایک حکم رسول کریم ﷺ کے ارشادات میں دکھا سکتا ہوں مگر سوچنے والے دماغ اور ایمان لانے والے دل کی ضرورت ہے۔ پس یہ خیال مت کرو کہ جو مَیں نے کہا ہے وہ میری طرف سے ہے بلکہ اس نے کہا ہے جس کے ہاتھ میں تمہاری جان ہے۔ مَیں اگر مر بھی جاؤں تو وہ دوسرے سے یہی کہلوائے گا اور اس کے مرنے کے بعد کسی اَور سے۔ بہرحال چھوڑے گا نہیں جب تک تم سے اس کی پابندی نہ کرالے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 دسمبر 1935ء، بحوالہ الفضل 21 دسمبر 1935ء)

اللہ تعالیٰ جملہ چندہ دہندگان تحریک جدید کے اموال و نفوس میں غیر معمولی برکت عطا کرے۔ آمین

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

اخبار بدر کے شماروں کی حفاظت کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی یادگار اخبار ’’اخبار بدر‘‘ 1952 سے لگاتار قادیان دارالامان سے شائع ہو رہا ہے، اور احباب جماعت کی دینی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔ اس میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ ﷺ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات و تحریرات کے علاوہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات جمعہ و خطابات، روح پرور پیغامات، خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب اور حضور پرنور کے دورہ جات کی نہایت ایمان افروز اور دینی و دنیاوی علم کے خزانوں سے بھرپور رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعہ اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کے حصول کے لیے اخبار بدر کے شماروں کو حفاظت کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھنا ہم سب کی اہم ذمہ داری ہے۔

دینی تعلیم و تربیت پر مشتمل یہ مقدس اخبار تقاضا کرتا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔ لہٰذا اس کو ردّی میں فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر اس کو سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں تا کہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان امور کو ملحوظ رکھیں گے۔ (ادارہ)

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

جب میں نہ رہوں گا تو لوگ خواہش کرینگے کہ کاش عثمان کی عمر کا ایک ایک دن ایک ایک سال سے بدل جاتا اور وہ ہم سے جلد رخصت نہ ہوتا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5 / مارچ 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت عثمانؓ نے مفسدین کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضرت عثمانؓ نے فرمایا یہ لوگ آج فساد کر رہے ہیں اور میری زندگی سے بیزار ہیں مگر جب میں نہ رہوں گا تو خواہش کریں گے کہ کاش عثمان کی عمر کا ایک ایک دن ایک ایک سال سے بدل جاتا اور وہ ہم سے جلد رخصت نہ ہوتا کیونکہ میرے بعد سخت خونریزی ہوگی اور حقوق کا اتلاف ہوگا اور انتظام کچھ کا کچھ بدل جائے گا۔

سوال: جب مفسدین نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور آپؓ کا پانی بند کر دیا تو حضرت علیؓ نے مفسدین کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضرت علیؓ نے مفسدین سے کہا تمہارا عمل تو نہ مومنوں سے ملتا ہے نہ کافروں سے۔ حضرت عثمانؓ کے گھر میں کھانے پینے کی چیزیں مت روکو۔ روم اور فارس کے لوگ بھی قید کرتے ہیں تو کھانا کھلاتے ہیں اور پانی پلاتے ہیں اور اسلامی طریق کے موافق تو تمہارا یہ فعل کسی طرح بھی جائز نہیں کیونکہ حضرت عثمانؓ نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ تم ان کو قید کر دینے اور قتل کر دینے کو جائز سمجھتے ہو۔

سوال: حضرت اُمّ حبیبہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسا اخلاص اور عشق رکھتی تھیں؟

جواب: حضرت اُمّ حبیبہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا اخلاص اور عشق رکھتی تھیں کہ جب پندرہ سولہ سال کی جدائی کے بعد، جب آپؓ کا باپ جو عرب کا سردار تھا ایک خاص سیاسی مشن پر مدینہ آیا اور آپؓ (اُمّ حبیبہؓ) کو ملنے کیلئے بھی گیا جب وہ بیٹھنے لگا تو نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بچھا ہوا تھا۔ جب آپؓ کا باپ بیٹھنے لگا تو آپؓ نے اس بستر کو کھینچ لیا اس لیے کہ خدا کے رسول کے پاک کپڑے سے ایک مشرک کے نجس جسم کو چھوتے ہوئے دیکھنا آپؓ کی طاقتِ برداشت سے باہر تھا۔

سوال: جب حضرت عائشہؓ حج پر جانے لگیں تو آپؓ نے ایسی کون سی تدبیر کی جو اگر کارگر ہو جاتی تو مفسدوں کے فساد میں کمی ہو جاتی

جواب: حضرت عائشہؓ نے جو تدبیر کی وہ یہ تھی کہ اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کو جو اپنی لاعلمی کی وجہ سے یا چھوٹے ہونے کی وجہ سے، کمزور ایمان کی وجہ سے ان باغیوں کے ساتھ تھے کہلا بھیجا کہ تم بھی میرے ساتھ حج کو چلو مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا کروں بے بس ہوں۔ اگر میری طاقت ہوتی تو ان لوگوں کو اپنے ارادوں میں کبھی کامیاب نہ ہونے دیتی۔

سوال: حضرت عثمانؓ نے جو خط والیان صوبہ جات کو تحریر فرمایا اُس خط میں ان کو کیا لکھا؟

جواب: حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد بلا میری خواہش یا سوال کے مجھے خلافت کیلئے چنا گیا اور میں برابر وہ کام کرتا رہا جو مجھ سے پہلے خلفاء کرتے رہے اور میں نے اپنے پاس سے کوئی بدعت نہیں نکالی لیکن چند لوگوں کے دلوں میں بدی کا بیج بویا گیا اور شرارت جاگزیں ہوئی اور انہوں نے میرے خلاف منصوبے کرنے شروع کر دیے اور لوگوں کے سامنے کچھ ظاہر کیا اور دل میں کچھ اَور رکھا اور مجھ پر وہ الزام لگانے شروع کیے جو مجھ سے پہلے خلفاء پر بھی لگتے تھے لیکن میں معلوم ہوتے ہوئے خاموش رہا اور یہ لوگ میرے رحم سے ناجائز فائدہ اٹھا کر شرارت میں اَور بھی بڑھ گئے اور آخر کفار کی طرح مدینہ پر حملہ کر دیا۔ پس آپ لوگ اگر کچھ کر سکیں تو مدد کا انتظام کریں۔

سوال: خلافت سے معزول ہونے کے مطالبہ پر حضرت عثمانؓ نے مفسدین کو کیا فرمایا؟

جواب: حضرت عثمانؓ نے فرمایا خلافت سے معزول ہونے کا جواب میری طرف سے یہ ہے کہ اگر یہ لوگ موچنوں سے نوچ نوچ کے میری بوٹیاں بوٹیاں کر دیں تو یہ مجھے منظور ہے مگر خلافت سے میں جدا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جو قمیص مجھے پہنائی ہے کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اُسے چھوڑ دوں۔

سوال: اس پر مفسدین نے حضرت عثمانؓ کو کیا دھمکی دی اور حضرت عثمانؓ نے اس کا کیا جواب دیا؟

جواب: حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ دھمکی دیتے ہیں کہ اپنے آدمی چاروں طرف بھیجیں گے کہ کوئی میری بات نہ مانے۔ سو میں خدا کی طرف سے ذمہ دار نہیں ہوں۔ اگر یہ لوگ ایک امر خلافِ شریعت کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ پہلے بھی جب انہوں نے میری بیعت کی تھی تو میں نے ان کو مجبور نہیں کیا تھا کہ ضرور میری بیعت کرو۔ جو شخص عہد توڑنا چاہتا ہے میں اسکے اس فعل پر راضی نہیں نہ خدا تعالیٰ راضی ہے۔ اب عہد کو توڑنا چاہتے ہو تو توڑو۔ میں نے نہ پہلے جبر کیا تھا نہ اب جبر کروں گا۔ ہاں میں راضی بہر حال نہیں۔ یہ بہر حال غلط کام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اس پر راضی نہیں ہے۔

سوال: جب مفسدین کو معلوم ہو گیا کہ حضرت عثمانؓ نے والیان صوبہ جات کی طرف خط لکھے ہیں تو انہوں نے آپؓ کو شہید کرنے کی کیا تدبیر کی؟

جواب: مفسدین کو یہ تدبیر سوجھی کہ جب رات پڑتی اور لوگ سو جاتے تو یہ لوگ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پتھر پھینکتے اور اس طرح اہلِ خانہ کو اشتعال دلاتے تا کہ جوش میں آکر وہ بھی پتھر پھینکیں تو لوگوں کو کہہ سکیں کہ دیکھو انہوں نے ہم پہ حملہ کیا ہے اس لیے ہم بھی جواب دینے پر مجبور ہیں مگر حضرت عثمانؓ نے اپنے تمام اہلِ خانہ کو جواب دینے سے روک دیا۔

سوال: مفسدین کے انکار اور جھٹلانے اور یہ کہنے پر کہ پتھر خدا نے پھینکے ہوں گے حضرت عثمانؓ نے ان سے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو۔ اگر خدا تعالیٰ ہم پر پتھر پھینکتا تو اس کا کوئی پتھر خطا نہ جاتا۔ یہ نہ ہوتا کہ اسکا نشانہ اچک جاتا لیکن تمہارے پھینکے ہوئے پتھر تو اِدھر اُدھر جا پڑتے ہیں۔

سوال: اس سخت فتنہ کے دور میں صحابہ کرام اپنے فرض کس طرح انجام دیتے تھے؟

جواب: مصلحت وقت کے ماتحت صحابہ کرام نے دو حصوں میں اپنا کام تقسیم کیا ہوا تھا۔ جو سِن رسیدہ تھے، بوڑھے تھے اور جن کا اخلاقی اثر عوام پر زیادہ تھا وہ تو اپنے اوقات کو لوگوں کو سمجھانے پر صرف کرتے اور جو لوگ ایسا کوئی اثر نہ رکھتے تھے یا نوجوان تھے وہ حضرت عثمانؓ کی حفاظت کی کوشش میں لگے رہتے۔

سوال: جب مفسدین نے حضرت عثمانؓ کے گھر پر حملہ کیا اس وقت حضرت ابوہریرہؓ نے کیا فرمایا؟

جواب: باوجود اس کے کہ حضرت ابوہریرہؓ فوجی آدمی نہ تھے وہ بھی باقی صحابہ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے دفاع کے لئے شامل ہو گئے اور فرمایا کہ آج کے دن کی لڑائی سے بہتر اَور کون سی لڑائی ہو سکتی ہے، اور پھر باغیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ يٰقَوْمِ مَا لِيْۤ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَ تَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَى النَّارِ (المومن:42) یعنی اے میری قوم! کیا بات ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔

سوال: حضرت امام حسنؓ کے مفسدین سے لڑائی کے وقت جو خیالات تھے ان کا حضور انور نے کن الفاظ میں تذکرہ فرمایا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت امام حسنؓ جو نہایت صلح جُو بلکہ صلح کے شہزادے تھے انہوں نے بھی اس دن رَجز پڑھ پڑھ کر دشمن پر حملہ کیا۔ حضرت امام حسنؓ یہ شعر پڑھ کر باغیوں پر حملہ کرتے تھے کہ ان لوگوں کا دین میرا دین نہیں اور نہ ان لوگوں سے میرا کوئی تعلق ہے اور میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑوں گا کہ جب تک مَیں اپنے مدعا کو نہ پہنچ جاؤں یعنی مَیں برابر ان سے لڑتا رہوں گا اور ان سے صلح نہ کروں گا کیونکہ ہم میں کوئی معمولی اختلاف نہیں کہ بغیر ان پر فتح پانے کے ہم ان سے تعلق قائم کر لیں۔

سوال: خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کن کن مرحومین کے اوصافِ حمیدہ بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے مکرم مولوی محمد نجیب خان صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند قادیان، مکرم نذیر احمد خادم صاحب، مکرم الحاج ڈاکٹر نانا مصطفیٰ اوٹی بواٹنگ صاحب، مکرم غلام نبی صاحب ابن فضل دین صاحب ربوہ کے اوصافِ حمیدہ بیان فرمائے اور نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......☆......

> **اگر کسی میں صبر پیدا ہو جائے تو انسان کی ذاتی زندگی اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب آجاتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اپنے اُوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے**
>
> **اللہ کو کوئی گھونٹ غم کے اس گھونٹ سے زیادہ پسند نہیں جو انسان صبر کر کے پیتا ہے اور اللہ کو غصے کے گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند نہیں جو غصہ دبانے کے نتیجہ میں وہ پیتا ہے**
>
> صبر کی فضیلت و اہمیت و برکات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پُر معارف خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13 / فروری 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: صبر کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: صبر کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صبر ایک ایسا خلق ہے، اگر کسی میں پیدا ہو جائے یعنی اس طرح پیدا ہو جائے جو اس کا حق ہے تو انسان کی ذاتی زندگی بھی اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب آجاتا ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے۔

سوال: صبر کرنے کا حق کس طرح ادا ہو؟ اس کو آزمانے کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اس کو آزمانے کے لئے ہر روز انسان کو کوئی نہ کوئی موقع ملتا رہتا ہے، کوئی نہ کوئی دکھ، مصیبت، تکلیف، رنج یا غم کسی نہ کسی طرح انسان کو پہنچتا رہتا ہے، چاہے وہ معمولی یا چھوٹا سا ہی ہو۔ تو جب کوئی ایسا موقع پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو تمہیں اس دکھ، تکلیف، پریشانی یا اس مشکل سے نکال سکتی ہے اس لئے اسکے سامنے جھکو، اس سے دعا مانگو کہ وہ تمہاری تکلیف اور پریشانی دور فرمائے۔

سوال: دعا کی قبولیت کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ دعا بھی تب ہی قبولیت کا درجہ پاتی ہے جب کسی قسم کا شکوہ یا شکایت زبان پر نہ ہو اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کبھی نہ ہو بلکہ ہمیشہ صبر کا مظاہرہ ہو۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبر کے کیا معنی بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ صبر کے اصل معنی تو رکنے کے ہیں مگر اس لفظ کے استعمال کے لحاظ سے اس کے مختلف معانی ہیں چنانچہ اسکے ایک معنی تَرْكُ الشَّكْوٰى

مِنَ اَلَمِ الْبَلْوٰى لِغَيْرِ اللهِ یعنی جب کوئی مصیبت اور ابتلاء وغیرہ انسان کو پہنچے اور اس سے تکلیف ہو تو خدا تعالیٰ کے سوا دوسروں کے پاس اس کی شکایت نہ کرنا صبر کہلاتا ہے۔

سوال محققین لغت کے اعتبار سے صبر کی کتنی اور کونسی قسمیں ہیں؟

جواب محققین لغت نے لکھا ہے کہ اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ، صَبْرٌ عَلٰى مَا تَهْوِىْ وَ صَبْرٌ عَلٰى مَا تَكْرَهُ یعنی صبر کی دو قسمیں ہیں جس چیز کی انسان کو خواہش ہو اس سے باز رہنا بھی صبر کہلاتا ہے اور جس چیز کو ناپسند کرتا ہو لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ آ جائے اس پر شکوہ نہ کرنا بھی صبر کہلاتا ہے۔

سوال حضور انور نے قرآن کریم اور حدیث کی رُو سے صبر کی کتنی اور کونسی اقسام بیان فرمائیں؟

جواب قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے کہ صبر اصل میں تین قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا صبر تو یہ ہے کہ انسان جزع فزع سے بچے۔ دوسرے یہ ہے کہ نیک باتوں پر اپنے آپ کو روک رکھنا یعنی نیکی کو مضبوط پکڑ لینا۔ اور تیسرے معنے اس کے بدی سے رکے رہنے کے ہیں یعنی برائی سے رکے رہنے کے ہیں۔

سوال حضور انور نے گفتگو اور صبر کا آپس میں کیا تعلق بیان فرمایا ؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موقع محل کے لحاظ سے بات کرنا بھی صبر میں شمار ہوتا ہے اور بے موقع اور بے محل بات کرنا بے صبری ہے اور گناہ ہے۔

سوال خدا تعالیٰ سب سے بڑا صابر ہے اس کے متعلق حضور انور نے کون سی حدیث بیان فرمائی۔

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن قیس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی کسی تکلیف دہ بات کو سن کر صبر کرنے والا نہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی صبر کرنے والا نہیں ۔کیوں؟ وہ اس طرح کہ لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں اور اس کا بیٹا قرار دیتے ہیں اس کے باوجود وہ انہیں رزق دیئے جاتا ہے اور عافیت دیئے جاتا ہے اور عطا کئے جاتا ہے۔

سوال خدا تعالیٰ کو کون سے دو قطرے اور گھونٹ سب سے زیادہ عزیز ہیں؟

جواب اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہنے والا قطرہ خون اور رات کے وقت تہجد میں خشیت باری تعالیٰ کے نتیجے میں آنکھ سے ٹپکنے والے قطرے سے زیادہ کوئی قطرہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اور نہ ہی اللہ کو کوئی گھونٹ غم کے اس گھونٹ سے زیادہ پسند ہے جو انسان صبر کر کے پیتا ہے اور اسی طرح اللہ کو غصے کے گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند نہیں جو غصہ دبانے کے نتیجہ میں وہ پیتا ہے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کن تین باتوں کو یاد رکھنے کے لئے کہا؟

جواب حضرت کبشہ انماری ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین چیزوں کے بارے میں میں قسم کھا کے بتاتا ہوں کہ انہیں اچھی طرح یاد رکھو، صدقہ بندے کے مال میں سے کچھ بھی کمی نہیں کرتا۔ جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے اور عزت بخشتا ہے۔ اور تیسری بات یہ کہ جس نے سوال کرنے کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس کے لئے فقر اور محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

سوال زیادہ مانگنے والوں کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو زیادہ مانگنے والے ہوں تو ان کی محتاجی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ایک تو خود ان میں بیٹھے رہنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر خواہشات بھی بڑھتی رہتی ہیں، اگر ایک دفعہ مانگنے کی عادت پڑ گئی تو پھر یہ بڑھتی چلی جائے گی۔ قناعت پھر بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ تن آسانی کی بھی عادت پڑ جاتی ہے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی بات ہمیشہ مدنظر رکھنے کی تلقین فرمائی ؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ محنت کی کمائی بھی فرض ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے اور بہت سے فرائض ہیں ان میں یہ بھی فرض ہے کہ محنت کر کے کماؤ اور کھاؤ۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ انصار کو کیا نصیحت فرمائی ؟

جواب ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص سوال کرنے سے بچے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے عفو کا سلوک فرمائے گا، اور جو کوئی صبر کا مظاہرہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا کر دے گا۔ اور جو کوئی استغناء ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا۔ اور تمہیں کوئی عطا صبر سے بہتر اور وسیع تر نہیں دی گئی۔

سوال بیٹیوں پر صبر کرنے کہ متعلق حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کونسی حدیث بیان فرمائی ؟

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے زیادہ بیٹیوں سے آزمایا گیا اور اس نے ان پر صبر کیا تو اس کی بیٹیاں اس کے لئے آگ سے پردے یا ڈھال کا باعث ہوں گی۔

سوال یتیموں کی پرورش کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کونسی حدیث بیان فرمائی ؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک یتیم یا دو یتیموں کو پناہ دی اور پھر اس پر ثواب کی نیت سے صبر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ میں اور وہ جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے جس طرح شہادت کی انگلی اور ساتھ والی انگلی ساتھ ساتھ ہوتی ہیں۔

سوال جماعتی زندگی میں صبر کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی ؟

جواب حضور انور نے فرمایا جماعتی زندگی میں انسان کو صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ امیر کی یا کسی عہدیدار کی طرف سے اگر زیادتی بھی ہو جائے تو برداشت کریں، صبر کریں، حوصلہ دکھائیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ خلیفہ وقت تک اس کی شکایت پہنچا دیں لیکن اپنی اطاعت میں کبھی فرق نہ آنے دیں۔

سوال نومبائعین کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کیا نصیحت فرمائی ؟

جواب جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست ،رشتہ دار، اور برادری الگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بہن بھائی مخالف ہو جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء اور رسل سے زیادہ نہیں ہو، ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئے اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقع ملے۔ دعاؤں میں لگے رہو، پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء اور رُسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو، تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

کیا گورنمنٹ کے کسی معزز عیسائی کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جس نے قسم سے انکار کیا ہو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : کیا آتھم صاحب اس گورنمنٹ میں کسی ایک معزز عیسائی کا حوالہ دے سکتے ہیں جس نے شہادت کے لئے حاضر ہو کر قسم کھانے سے انکار کیا ہو۔ اب مناسب ہے کہ اگر آتھم صاحب کو بہر حال حیلہ سازی ہی پسند ہے اور کسی طرح قسم کھانا نہیں چاہتے تو اس عذر بے ہودہ کو اب چھوڑ دیں کہ قسم کھانا ممنوع ہے کیونکہ پورے طور پر ہم نے اس کی بیخ کنی کر دی ہے بلکہ چاہئے کہ اپنے دجالوں کے مشورہ سے جان بچانے کے لئے کوئی نیا عذر پیش کریں۔ (انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 112)

اس واقعہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

عیسائی لوگ شیطانی منصوبہ اور شیطانی آواز سے چاہتے ہیں کہ فتح کا دعویٰ کریں لیکن خدا ان کے مکر کو پاش پاش کر دے گا ضرور تھا کہ وہ ایسا دعویٰ کرتے کیونکہ آج سے تیرہ سو برس پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے جس کا ماحصل اور مدعا یہ ہے کہ اس مہدی موعود کے وقت جو آخری زمانہ میں آنے والا ہے مہدی کے گروہ اور عیسائیوں کا ایک مباحثہ واقعہ ہوگا اور آسمانی آواز یعنی آسمانی نشانوں اور علامتوں اور قرائن سے یہ ثابت ہوگا کہ اَلْحَقُّ مَعَ اٰلِ مُحَمَّدٍ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ جو آل کی طرح اور اس کے وارث ہیں حق پر ہیں اور شیطانی مکائد سے جا بجا یہ آواز آئے گی کہ اَلْحَقُّ مَعَ اٰلِ عِیْسٰی یعنی جو عیسیٰ کے لوگ کہلاتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ مگر آخر خدا تعالیٰ کھول کر دکھلا دے گا کہ آل محمد ہی حق پر ہے اور دین اسلام ہی کی فتح ہے۔

(انوار الاسلام رُخ جلد 9 صفحہ 12)

حدیث کے الفاظ یہ ہیں : یُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنَّ الْحَقَّ فِیْ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَیُنَادِیْ مِنَ الْاَرْضِ اَنَّ الْحَقَّ فِیْ اٰلِ عِیْسٰی اِنَّمَا الْاَسْفَلُ کَلِمَةُ الشَّیْطَانِ وَالصَّوْتُ الْاَعْلٰی کَلِمَةُ اللهِ الْعُلْیَا۔ (حلیۃ ابی نعیم بحوالہ اقتراب الساعۃ صفحہ 108)

یعنی آسمان سے پکارا جائے گا حق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں ہے مگر زمین سے پکارا جائے گا کہ حق عیسیٰ کے متبعین میں ہے مگر یاد رکھو جو زمین کی طرف سے آواز آئے گی وہ شیطانی آواز ہے اور جو اُوپر سے آواز آئے گی وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہے جو ہمیشہ بلند ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 509)

پیشگوئی میں تحریف آتھم کے رجوع پر دلیل

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

امرتسر کے عیسائیوں اور ڈاکٹر کلارک مارٹن کی طرف سے ایک اشتہار پہنچا جو محمد سعید مرتد کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ اس اشتہار کا دندان شکن جواب ہمارے اس اشتہار میں آ گیا ہے لیکن اس وقت ناظرین کو پادری صاحبوں کی ایک بڑی خباثت اور خیانت پر مطلع کرتے ہیں جس کے بغیر یہ لوگ اس اشتہار کو لکھ نہیں سکتے تھے اور وہ خیانت یہ ہے کہ ہاویہ اور موت سے بچنے کے لئے جو شرط ہم نے اپنی الہامی عبارت میں لکھی تھی یعنی یہ کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے **اس شرط کو عمداً انہوں نے خیانت اور تحریف کی راہ سے الہامی عبارت میں سے گرا دیا** کیونکہ یہ دھڑکا دل میں شروع ہوا کہ یہ شرط تمام منصوبہ ان کا برباد کرتی ہے اور خوب جانتے تھے کہ مسٹر عبد اللہ آتھم نے اپنے افعال کے ساتھ اس شرط کی پناہ لے لی ہے۔ (انوار الاسلام رُخ جلد 9 صفحہ 18)

عبد اللہ آتھم کو دوسری جنگ قبول کرنے میں کون سا امر مانع تھا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ہم بار بار کہتے ہیں اور بخدا ہم سچ کہتے ہیں کہ مسٹر عبد اللہ آتھم عظمت اسلامی کو قبول کر کے اور حق کی طرف رجوع کر کے بچا ہے۔ اب سارا جہان دیکھ رہا ہے کہ اگر مسٹر عبد اللہ آتھم کے نزدیک ہمارا یہ بیان صحیح نہیں ہے تو وہ اس دوسری جنگ کو بھی قبول کریں گے جبکہ سانچ کو آنچ نہیں تو ان کو مقابلہ سے کیا اندیشہ ہے اور پادری صاحبوں نے جو الہامی فقرہ اپنے اشتہار میں سے خباثت کی راہ سے حذف کر دیا ہے اس کا ہمیں اس وجہ سے افسوس نہیں کہ جب کہ ان کے باپ دادا قدیم سے تحریف کرتے آئے ہیں تو وہ بھی فطرتاً تحریف کے لئے مجبور تھے اور ضرور چاہئے تھا کہ تحریف کریں تا ان کے نقش قدم پر چلیں۔ (انوار الاسلام رُخ جلد 9 صفحہ 19)

اگر مَیں کاذب ہوتا تو آتھم قسم کھانے کیلئے اسطرح میدان میں دوڑ کر آتے جس طرح چڑیا کے شکار کی طرف باز دوڑتا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اگر آتھم صاحب پندرہ مہینہ کے تجربہ سے **مجھے کاذب** معلوم کر لیتے تو ان سے زیادہ میرے مقابل پر اور کوئی بھی دلیر نہ ہوتا اور وہ قسم کھانے کیلئے مستعد ہو کر اس طرح میدان میں دوڑ کر آتے کہ جس طرح چڑیا کے شکار کی طرف **باز دوڑتا ہے**۔ مطالبہ قسم پر ان کو باغ باغ ہو جانا چاہئے تھا کہ اب **جھوٹا دشمن قابو** میں آ گیا مگر یہ کیا **آفت پڑی** کیوں اب تجربہ کے بعد مقابل پر نہیں آتے یہی سبب ہے کہ انہیں میرے الہام کی حقیقت معلوم ہے دوسرے **احمق** عیسائی اور مسلمان نہیں جانتے مگر وہ خوب جانتے ہیں۔ (انوار الاسلام رُخ جلد 9 صفحہ 76)

آتھم کی پیشگوئی سے متعلق بعض اور اہم امور ہم انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں بیان کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

ملکی رپورٹیں

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وشاکھاپٹنم : مورخہ 28رفروری 2021 بروز اتوار نماز ظہر وعصر کے بعد جماعت احمدیہ وشاکھا پٹنم میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زیر صدارت مکرم شیخ درگاہ صاحب صدر جماعت احمدیہ وشاکھا پٹنم منعقد ہوا۔تلاوت قرآن مجید محترم شیخ غالب نواز صاحب نے کی، نظم عزیزم شیخ مظفر نے پڑھی۔پہلی تقریر محترم شیخ جیلانی صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ وشاکھاپٹنم نے کی، دوسری تقریر محترم شیخ غالب نواز اصاحب اور تیسری تقریر خاکسار نے بعنوان سیرت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محبت الٰہی وقیام توحید کی۔آخر میں صدارتی خطاب ودعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(نورالحق خان، مبلغ انچارج وشاکھاپٹنم، آندھرا پردیس)

جلسہ یوم مصلح موعودؓ

مالیرکوٹلہ : جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ میں مورخہ 20رفروری 2021 کو بعد نماز مغرب جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔تلاوت مکرم محمد کامل صاحب نے کی۔نظم مکرم ہشام احمد صاحب نے پڑھی اور تقریر خاکسار خالد احمد ملکانہ نے پیشگوئی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عنوان پر کی۔ (خالد احمد ملکانہ، معلم سلسلہ مالیرکوٹلہ، صوبہ پنجاب)

سانگلی : ضلع سانگلی صوبہ مہاراشٹرا میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ مورخہ 22رفروری 2021 کو جماعت احمدیہ ''اسچل کرنجی'' میں منعقد کیا گیا۔الحمد للہ۔جلسہ کی صدارت مکرم ومحترم جناب اقبال احمد مومن صاحب امیر ضلع سانگلی نے کی۔جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔متن پیشگوئی مکرم عبدالمومن صاحب انسپکٹر بیت المال آمد نے پڑھ کر سنایا۔دو ناصرات اور ایک طفل نے خوش الحانی کے ساتھ ترانہ پیش کیا۔جلسہ میں دو تقاریر ہوئیں اور جلسہ کے بعد حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ (رحمٰن خان، مبلغ انچارج ضلع سانگلی، صوبہ مہاراشٹرا)

یمنانگر : جماعت احمدیہ یمنانگر صوبہ ہریانہ میں مورخہ 21رفروری 2021 بروز اتوار بعد نماز عصر ''مسجد سلام'' میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔اس جلسہ کی صدارت محترم منظور علی صاحب صدر جماعت احمدیہ یمنانگر نے کی۔تلاوت قرآن کریم مکرم ساحل احمد صاحب نے کی۔حدیث عزیزہ حسن آرا نے پیش کی۔عزیزہ جاسمین نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔بعدہ متن پیشگوئی مصلح موعودؓ عزیزہ خوشبو نے پڑھ کر سنایا۔جلسہ کی پہلی تقریر بعنوان ''حضرت مصلح موعودؓ کے قبولیت دعا کے واقعات'' عزیزہ سونیا نے کی۔بعدازاں جلسہ کی آخری تقریر خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے عنوان پر کی۔دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(سید وحید الدین احمد، مبلغ سلسلہ جماعت احمدیہ یمنانگر، صوبہ ہریانہ)

ضلع ہمیرپور صوبہ یوپی کی مختلف جماعتوں میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ

راٹھ : جماعت احمدیہ راٹھ میں مورخہ 20رفروری 2021 بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مکرم ابرار احمد صاحب امیر ضلع ہمیرپور کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔تلاوت مکرم واصف احمد نے کی اور نظم مکرم ڈاکٹر ابصار احمد صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی بعدہ مکرم کامران احمد صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری پر تقریر کی بعدہ خاکسار خالد احمد ملکانہ نے حضرت مصلح موعود اور خدمت قرآن کے عنوان پر تقریر کی بعدہ مکرم ابرار احمد صاحب نے صدارتی خطاب کیا اور دعا کروا کر جلسہ کی کارروائی کا اختتام کیا۔جلسہ کے بعد تمام افراد میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

مسکرا : جماعت احمدیہ مسکرا میں مورخہ 21رفروری 2021 کو بعد نماز مغرب مکرم ابرار احمد صاحب امیر ضلع ہمیرپور کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا مکرم یاسر احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور مکرم حاشر احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔بعدہ مکرم شاکر احمد صاحب نے پیشگوئی کا متن پڑھ کر سنایا بعدہ خاکسار نے حضرت مصلح موعودؓ اور خدمت دین کے عنوان پر تقریر کی۔بعدہ مکرم ابرار احمد صاحب نے صدارتی خطاب کے بعد دعا کروا کر جلسہ کی کارروائی اختتام پذیر کی۔جلسہ کے اختتام پر شیرینی تقسیم کی گئی۔

مودھا : جماعت احمدیہ مودھا میں مورخہ 22رفروری 2021 کو بعد نماز عصر مکرم محمد کلیم صاحب صدر جماعت مودھا کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔مکرم کامل احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی بعدہ مکرم ریحان احمد صاحب نے نظم پیش کی بعدہ خاکسار نے یوم مصلح موعودؓ کے پس منظر پر تقریر کی اور صدر اجلاس نے دعا کروا کر جلسہ کی کارروائی کا اختتام کیا۔جلسہ کے آخر میں احباب جماعت میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

بہگاؤں : جماعت احمدیہ بہگاؤں میں مورخہ 22رفروری 2021 کو صبح 8 بجے جلسہ یوم مصلح موعود مکرم رفیق احمد صاحب صدر جماعت احمد کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔تلاوت مکرم شارخ خان صاحب نے کی اور مکرم اسرار احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم پیش کی۔بعدہ خاکسار نے مصلح موعود کی خدمت دین کے موضوع پر تقریر کی مکرم رفیق احمد صاحب نے دعا کروا کر جلسہ کی کارروائی کا اختتام کیا۔جلسہ میں احباب جماعت کے علاوہ غیراز جماعت احباب نے بھی شرکت کی۔اللہ تعالیٰ نومبائع احمدیوں کو ایمان وایقان میں بڑھائے اور خلافت احمدیہ سے پختہ وابستگی پیدا کرے۔آمین (خالد احمد، مبلغ انچارج ضلع ہمیرپور، صوبہ یوپی)

جلسہ یوم مسیح موعودؑ

چنتہ کنٹہ : مورخہ 23رمارچ 2021 کو جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ میں جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔اس روز باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی اور بعد نماز فجر مشترکہ وقار عمل کیا گیا جس میں خدام، انصار واطفال شامل ہوئے۔جلسہ بعد نماز مغرب وعشاء منعقد ہوا۔جلسہ کی صدارت محترم بشارت احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ نے کی اور مہمان خصوصی کے طور پر مکرم محمود احمد وزیر بابو صاحب امیر ضلع محبوب نگر شامل ہوئے۔تلاوت قرآن مجید مکرم بی ناصر احمد صاحب نے کی اور ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔بعدہ عزیزم فوزان احمد نے خوش الحانی سے نظم پیش کی۔پہلی تقریر مکرم محمد وسیم احمد صاحب زعیم انصار اللہ نے کی۔دوسری تقریر فوزان احمد صاحب نے کی۔اسکے بعد ایک نظم عزیزم مسرور احمد نے پڑھی۔تیسری تقریر خاکسار نے بعنوان ''حضرت مسیح موعودؑ کا مقام ومرتبہ تربیت یافتہ صحابہؓ کے حوالہ سے'' کی۔بعدہ محترم محمد وزیر احمد بابو صاحب امیر ضلع محبوب نگر نے چوتھی تقریر کی۔آخر پر ناصرات الاحمدیہ کی طرف سے ترانہ پیش کیا گیا اور پھر صدر اجلاس نے دعا کرائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(شیخ بشارت احمد، مبلغ انچارج ضلع محبوب نگر، صوبہ تلنگانہ)

موڈمان : جماعت احمدیہ وڈمان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 23رمارچ 2021 کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔بعد نماز مغرب وعشاء محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ وڈمان کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔تلاوت قرآن کریم کے بعد دس شرائط بیعت پڑھ کر سنائی گئیں اور ساتھ ساتھ اس کی تشریح ووضاحت بھی کی گئی۔جلسہ میں کل تین نظمیں اور چھ تقاریر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر ہوئیں۔آخر پر صدر جلسہ نے حاضرین کو نصائح فرمائیں۔دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(فاروق احمد، معلم سلسلہ وڈمان، ضلع محبوب نگر صوبہ تلنگانہ)

ضلع ورنگل صوبہ تلنگانہ کی مختلف جماعتوں میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ

چٹیالہ : جماعت احمدیہ چٹیالہ میں مورخہ 26رمارچ 2021 بروز جمعہ بعد نماز عصر جلسہ منعقد کیا گیا۔اس جلسہ میں مکرم امیر صاحب ضلع ورنگل، مکرم محمد اکبر صاحب مبلغ انچارج ورنگل اور مکرم قائد صاحب ورنگل بھی شامل ہوئے۔مکرم عبداللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ چٹیالہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔خاکسار نے یوم مسیح موعود کی اہمیت پر تقریر کی۔اسکے بعد مکرم محمد اکبر صاحب مبلغ انچارج ورنگل نے دس شرائط بیعت پر روشنی ڈالی۔بعدہ امیر صاحب نے دعا کرائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(شیخ فقیر احمد، معلم سلسلہ چٹیالہ، ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

کاٹراپلّی : اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 24رمارچ 2021 کو جماعت احمدیہ کاٹراپلّی ضلع ورنگل میں بعد نماز مغرب وعشاء جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔اس جلسہ کی صدارت صدر جماعت احمدیہ کاٹراپلی نے کی۔تلاوت قرآن پاک مکرم محمد خلیل صاحب نے کی، نظم مکرم محمد امتہ النوردانیہ نے پڑھی۔جلسہ کی پہلی تقریر مکرم محمد اکبر صاحب مبلغ انچارج ضلع ورنگل نے کی۔دوسری تقریر مکرم شبیر احمد یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔تیسری تقریر مکرم محمد کلیم اللہ صاحب نے کی۔اس کے بعد خاکسار نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔اجلاس کی اختتامی تقریر امیر ضلع مکرم محمد نذیر صاحب نے کی۔دعا کے ساتھ جلسہ اختتام کو پہنچا۔لجنہ، انصار، خدام، اطفال بچے بچیاں سبھی کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ (محمد اصغر، معلم سلسلہ جماعت احمدیہ کاٹراپلّی، ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

کنڈور : مورخہ 26رمارچ 2021 کو بعد نماز عشاء جماعت احمدیہ کنڈور میں جلسہ یوم مسیح موعود منایا گیا۔اس اجلاس کی صدارت صدر جماعت احمدیہ کنڈور نے کی۔تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد خاکسار نے تیلگو زبان میں تقریر کی جس میں خاکسار نے جلسہ یوم مسیح موعود کی اہمیت کے بارے میں روشنی ڈالی۔آخر پر صدر جلسہ نے دعا کرائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد مستان، معلم سلسلہ جماعت احمدیہ کنڈور، ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

پالاکرتی : مورخہ 27رمارچ 2021 بعد نماز مغرب مقامی صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔تلاوت مکرم محمد یعقوب صاحب نے کی، نظم مکرم محمد یوسف صاحب نے پڑھی۔پہلی تقریر مکرم محمد بشیر احمد یعقوب صاحب موبائل معلم دعوۃ الی اللہ نے کی، دوسری تقریب مکرم محمد اکبر صاحب مبلغ انچارج ضلع ورنگل نے کی، تیسری تقریر خاکسار نے کی۔اس جلسہ میں امیر صاحب ضلع ورنگل بھی شامل ہوئے۔صدر جلسہ نے دعا کرائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد رحیم الدین، معلم سلسلہ جماعت احمدیہ پالاکرتی، ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

آمدہ رپورٹ کے مطابق جلسوں میں احباب جماعت نے تمام سرکاری احکامات مثلاً ماسک لگا کر رکھنا اور شوشل ڈسٹنسنگ وغیرہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور ان پر عمل کرتے ہوئے جلسہ کی کارروائی سنی۔

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 20 - May - 2021 Issue. 20

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ مخالفین کی دل آزار باتیں سُن کر بھی صبر اور دعا سے تم نے کام لینا ہے

یہ مسلمان جو تمہیں گالیاں دیتے ہیں یہ لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے ہی تمہیں مارتے اور گالیاں دیتے ہیں اس لئے ان کا لحاظ رکھنا بڑا ضروری ہے

جب انہیں پتہ لگ جائے گا کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے دشمن نہیں بلکہ آپ کے سچے عاشق ہیں تو یہی لوگ جو ہمیں مارنے پر آمادہ ہیں ہماری خاطر مرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے

دعا تو ہم مخالف مولویوں کیلئے بھی کرتے ہیں لیکن عوام الناس کیلئے زیادہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان مولویوں کے چنگل سے نجات دے

ہمارا کام دعا کرنا اور صبر کرنا ہے، ایک مسلمان کیلئے اپنے خیالات اور اپنے احساسات کو صاف رکھیں
اللہ تعالیٰ جلد ان کی آنکھیں کھولے اور یہ زمانے کے امام کو ماننے والے بن جائیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 رمئی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ دنوں ایک مولوی صاحب سوشل میڈیا پر فرما رہے تھے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی فساد اور لڑائی ہو رہی ہے اس کی وجہ قادیانی ہیں بلکہ فلسطین کے فساد کی بھی وہ ذمہ داری احمدیوں پہ ڈال رہے تھے اور پھر کہہ رہے تھے کہ اس لئے احمدیوں کے ساتھ یہ سلوک کرو وہ سلوک کرواور ان کو قتل کرنا ان کو مارنا ہر چیز جائز ہے جس طرح کہ یہ لوگ عام طور پر کہا کرتے ہیں۔ تو بہرحال یہ ان کا طریقہ ہے اور جب سے احمدیت کی ابتدا ہے یہی باتیں یہ لوگ کرتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ان کی یہ خرافات سن کر دل آزاری والی باتیں سن کر صبر اور دعا سے تم نے کام لینا ہے۔ یہ ائمۃ الکفر ہیں جنہوں نے معصوم مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے بارے میں غلط باتیں پھیلا کر بھڑکایا ہوا ہے۔ عوام الناس تو کم علمی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ واقع میں احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں لیکن جو مولوی ہیں وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں ہے اور یہ لوگ صرف فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ان کے منبر سلامت رہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ ہمارا کام تو جیسا کہ میں نے کہا دعا کرنا ہے۔ ہم تو دعا کرنے والے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے یہ مخالفت کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے شروع ہے۔ آپؑ پر بھی حملے کئے جاتے تھے۔ آپؑ کی باتیں سننے کے لئے آنے والوں پر بھی حملے کئے جاتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کیلئے دعا ہی کی۔ یہ دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے کہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو باوجود مخالفت کے جماعت میں شامل ہوئے اور ہو رہے ہیں اب تک۔ پس ہم تو مولوی کے اس بیان کے باوجود بھی کوئی فضول گوئی کرنے یا ان کی زبان کو استعمال کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم تو اس کے باوجود دعا ہی کرتے رہیں گے اور جیسا کہ ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ انہی میں سے قطرات محبت ٹپکتے رہے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ ٹپکیں گے۔ عوام الناس کیلئے ہم ان لوگوں کی سخت باتیں سننے کے بعد بھی دعا کرتے ہیں۔ ان کی تکلیفوں پر ہمیں تکلیف ہوتی ہے اور اسکی وجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم ہی ہے۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آپؑ کی مخالفت کے دو واقعات بیان فرمائے اور فرمایا کہ اُن دنوں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شدید مخالفت تھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپ کے دل میں ڈالا، آپؑ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا:

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوئ حب پیمبرم

یعنی اے دل یہ مسلمان جو تمہیں گالیاں دیتے ہیں تُو پھر بھی ان کا لحاظ کر۔ یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہی تمہیں مارتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اس لئے ان کا لحاظ رکھنا بڑا ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر انہیں پتہ لگ جائے کہ میرے اندر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جو شعلہ جل رہا ہے وہ اُن کے لاکھوں لاکھ کے اندر بھی نہیں جل رہا تو وہ فوراً تمہارے قدموں میں گر جائیں گے۔ یہ لوگ مخالفت اسی لئے کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تمہارے بھائی ہیں اور کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ پس تم بجائے ناراض ہونے کے دعائیں کرو اور ان مخالفت کرنے والوں کو اصل حقیقت سے واقف کرو۔ جب تم انہیں اصل حقیقت سے واقف کر دو گے تو انہیں پتہ لگ جائے گا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نہیں بلکہ آپ کے سچے عاشق ہیں اور وہی لوگ جو ہمیں مارنے پر آمادہ ہیں ہماری خاطر مرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قدر دَرد اور تڑپ کے ساتھ دعا کر رہے تھے جیسے کوئی عورت دَردِ زہ سے تڑپتی ہو۔ آپؑ دعا کر رہے تھے کہ اے خدا طاعون پڑی ہوئی ہے اور لوگ اس کی وجہ سے مر رہے ہیں اے خدا اگر یہ سب لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا۔ جب یہ طاعون آتی ہے تو وہی شخص جسکی صداقت کو ظاہر کرنے کیلئے وہ آتی ہے خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ اگر یہ لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا۔ پس احمدیت قائم ہی اس لئے ہوئی ہے کہ وہ اسلام کو بچائے احمدیت قائم ہی اس لئے ہوئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو بچائے۔ انسان کی عظمت انہیں واپس دلائے۔ پس جن لوگوں کو اعلیٰ مقام پر پہنچانے کیلئے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے ان کیلئے ہم بد دعا کیسے کر سکتے ہیں۔

جب ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں تو وہ کہیں گے کہ یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے والے ہیں ان کی مدد کرو۔ یہ دن ضرور آئے گا انشاء اللہ۔

حضور انور نے فرمایا: جماعت احمدیہ کی تعداد جو بڑھ رہی ہے وہ کہاں سے بڑھ رہی ہے انہی لوگوں میں سے بڑھ رہی ہے جو پہلے مخالفین کے ساتھ تھے۔ پس یہ مخالفت انشاء اللہ ایک روز ختم ہو جائے گی اور انہی میں سے لوگ آ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہوں گے۔ حضور انور نے فرمایا: کئی لوگ مجھے بھی لکھتے ہیں کہ مخالفت کے بعد جب ہمیں کہا گیا کہ دعا کرو یا لٹریچر پڑھو اور جب ہم نے دعا کی اور لٹریچر پڑھا تو حقیقت کھل گئی اور اب ہم بیعت کرنا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس اگر یہ مولوی ہمارے خلاف بیان دیتے ہیں تو اس ذریعہ سے یہ احمدیت کا پیغام پہنچا رہے ہیں خاص طور پر اس طبقہ میں جہاں ہماری طرف سے پیغام پہنچنا مشکل تھا تو یہ ہمارا کام کر رہے ہیں۔ دعا تو ہم ان کیلئے بھی کرتے ہیں لیکن عوام الناس کیلئے زیادہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان مولویوں کے چنگل سے نجات دے۔

پس ہمارا کام دعا کرنا ہے اور صبر کرنا ہے اور یہی بہترین ذریعہ ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی بھی عطا فرمائے گا۔ ہمارا کام یہی ہے کہ ایک مسلمان کیلئے اپنے خیالات اور اپنے احساسات کو صاف رکھیں۔ ان کیلئے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جلد ان کی آنکھیں کھولے اور یہ زمانے کے امام کو ماننے اور پہچاننے والے بن جائیں۔

......☆......☆......☆......

INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

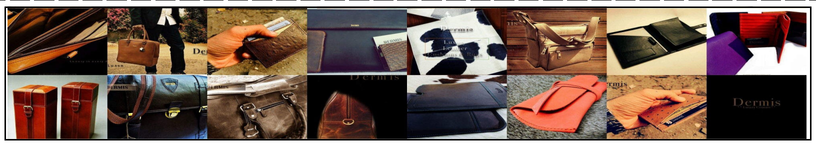
TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad